عظمتِ امام اعظم

محبِ اعلیٰ حضرت فقیہِ اسلام علامہ

محمد عبد الرحمٰن مجتبیٰ قدس سرہ

سرکارِ مجتبیٰ اکیڈمی

علی نگر، بِسفی، مدھوبنی (بہار)

عظمتِ امام اعظم

مصنّف

محبّ اعلیٰ حضرت فقیہ اسلام علامہ حافظ محمد عبد الرحمٰن محبّی قادری نور الحلیمی

ترتیب جدید

محمد ریحان رضا انجم مصباحی

سرکار محبّی اکیڈمی

علی نگر پوکھر ٹولہ (بسفی) بھیروا، وایا کمتول، ضلع مدھوبنی (بہار)

نام کتاب : **نور الھدیٰ فی ترجمة المجتبیٰ**

المعروف : **عظمت امام اعظم**

مصنف : محب اعلیٰ حضرت فقیہ اسلام حضرت علامہ ابوالولی عبدالرحمٰن محبی قادری

ترتیب جدید : محمد ریحان رضا انجم مصباحی

طبع اول : باہتمام ابوالمساکین علامہ ضیاء الدین پیلی بھیتی

طبع ثانی : شوال ۱۴۳۰ھ ستمبر ۲۰۰۹ء

باہتمام : مولانا قمر رضا اشرفی سکریٹری مسلم پرسنل بورڈ جدید ممبئی

سعئ حسن : مولانا ابوالکلام صاحب باتھوی

کمپوزنگ : **رحمٰن گرافکس** ۳۳ ر رپن لین جامع مسجد کلکتہ ۱۶

پروف ریڈینگ : مولانا احمد رضا رحمانی سیتامڑھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ملنے کے پتے

سرکار محبی اکیڈمی : علی نگر بسفی بھیروا، کمتول، مدھوبنی بہار

رضوی کتاب گھر : محبی نگر پوکھریرا شریف رائے پور سیتامڑھی

نشاط بکڈپو : جی ٹی روڈ آسنسول بنگال

فیضی کتاب گھر : مہسول چوک سیتامڑھی بہار

مولانا محمد ظل الرحمٰن قادری : ۳۳ ر رپن لین جامع مسجد کلکتہ ۱۶

فہرست مضامین

شمار نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
۱	نذر عقیدت	۴
۲	شرف انتسات	۵
۳	پیش لفظ	۶
۴	کلمات تکریم	۹
۵	تاثر بحرالعلوم	۱۱
۶	تاثر جمیل	۱۲
۷	تقدیم	۱۶
۹	عکس کتاب	۲۸
۱۰	عظمت امام اعظم	۲۹
۱۱	الغرض	۳۴
۱۲	نکتۂ اول	۳۵
۱۳	نکتۂ دوم	۳۸
۱۴	امام اعظم کی صحابہ سے روایت	۴۰
۱۵	پہلا مقام رویت	۴۴
۱۶	دوسرا مقام روایت	۴۵
۱۷	امام اعظم سے ان لوگوں نے روایت کی	۴۶
۱۸	امام اعظم کی روایت سے	۴۸
۱۹	امام اعظم کیسے تھے؟	۴۹
۲۰	امام اعظم کا مذہب	۵۳

نذرعقیدت

میں عقیدت کے پھول پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں نواسۂ سرکار مجبی حضرت مولانا الحاج **محمد جمیل الرحمن** قادری صاحب کراچی پاکستان کی بارگاہ میں جن کے توسط سے سرکار مجبی قدس سرہٗ کی نسل پاک عرب ممالک تک پھیلی ہوئی ہے مولیٰ تعالی آپ کا سایہ کرم ہم سبھوں پر تادیر قائم ودائم رکھے آمین ۔

گرقبول افتدت زہے عزوشرف

انجم مصباحی

نوٹ: اس کتاب میں کوئی غلطی نظر آئے تو اسے میری تساہلی، کم علمی کا قصور ہے۔ آپ مطلع فرمائیں انشاءاللہ آئندہ اصلاح کردی جائے گی۔

انجم مصباحی

موبائیل:09323269582

انتساب

اپنی مشفقہ معظمہ مخدومہ والدہ **نجم النساء** عرف **لال بی بی** مرحومہ نور اللہ مرقدھا کی بارگاہ محبت میں اپنی زندگی کی رفعتوں، عظمتوں اور کامیابیوں کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے فرحت قلب محسوس کرتا ہوں جو اپنی زندگی کی آخری سانس تک مجھے عالم دین بنانے کی دیرینہ آرزو لئے ۲۶/ جمادالآخر ۱۴۱۸ھ بمطابق ۲۹/ اکتوبر ۱۹۹۷ء کی صبح میں ہم سب سے رخصت ہو گئیں۔
جن کی روحانی مسیحائی آج بھی میرے لئے جادۂ منزل کا کام کر رہی ہے۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

ماں کی شفقتوں کا طالب
انجم مصباحی

پیش لفظ

محبِ اعلیٰ حضرت تاجدارِ ترہت حضرت علامہ مفتی حافظ ابوالولی سیدنا محمد عبد الرحمٰن قادری نور الحلیمی علیہ الرحمۃ والرضوان ولادت ۱۲۷۲ھ ۱۸۵۶ء وفات ۱۳۵۱ھ ۱۹۳۱ء مدفن ومزار پوکھریرا شریف جو کہ عرف عام میں سرکار محبی پوکھریروی کے نام سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔ جن کے علمی انوار اور تابندہ افکار سے ان گنت عرفانی قندیلیں روشن ہوئیں، جن کے قلم رمز شناس سے علوم ومعارف کے بے شمار سوتے پھوٹ پڑے، جن کے اندر فضل وکمال، علم وعرفان اور اخلاق وکردار کی ساری خوبیاں بشکل قوس وقزح اپنی برنائی و رعنائی کے ساتھ جمع ہوگئیں تھیں۔ جن کے دل کی دھڑکن سے وحدت، کے نغمے بلند ہوتے تھے اور جن کا سینہ عشق رسول کا مدینہ تھا۔ جو درسگاہوں کے گیسوئے تابدار کو سنوارنے کا سلیقہ بھی رکھتا تھا اور خانقاہ میں بیٹھ کر تزکیۂ نفس کا سامان بھی فراہم کرتا تھا یوں کہئے کہ وہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔

سرکار محبی علیہ الرحمہ کی علمی عظمت وروحانی کرامت کا تو میں بچپن ہی سے معترف تھا لیکن جیسے جیسے عمر کے ساتھ علم کی جستجو بڑھی تو یہ خیال دل میں پیدا ہوا کہ سرکار محبی جب اتنے عظیم تھے کہ مجدد اعظم امام احمد رضا محدث بریلوی، خاتم المحدثین علامہ وصی احمد محدث سورتی علیہما الرحمۃ والرضوان جیسی عبقری شخصیتوں نے ان کی علمی، تبلیغی، فقہی اور ملی خدمات کا اعتراف کیا اس طرح آپ ان حضرات کے ممدوح ومحبّ تھے۔ جیسا کہ آپ کی تصنیف لطیف "**الحبل القوی لهداية الغوی**" پر تقریظ تحریر فرماتے ہوئے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

فقیر غفرلہٗ المولیٰ القدیر نے اس رسالہ ''**الحبل القوی لھدایۃ الغوی**'' کو مطالعہ کیا حق سبحانہٗ تعالیٰ مولانا المکرم ذی المجد و الکرم سالک الطریق الامم حامی السنن ماحی الفتن نجدی شکن وہابی فگن مولانا مولوی محمد عبدالرحمٰن صاحب محّی جزاہ اللہ سبحانہٗ جزاء الاخیاء کو تائید دین وتبکیت مفسدین واعانت راشدین واہانت معاندین کے ساتھ دائم وقائم رکھے اور ان اقطار وامصار کو ان کی حمایت سنت ونکایت وبدعت مجمع مکارم (ص ۱۵ مطبوعہ جدید)

اور علامہ محدث سورتی علیہ الرحمہ کی تحریر کچھ اس طرح ہے۔

''میں عالم یلمعی فاضل لوذعی محقق بے عدیل ومدقق بے مثیل حامئ سنت ماحئ بدعت مولانا ذی الفہم الثاقب والرای الصائب سیدنا مولوی محّی صاحب کا رسالہ جزیلہ مسمّی بہ **الحبل القوی لھدایۃ الغوی** کو **من اولھا الیٰ آخرھا** حرفاً حرفاً دیکھا اس کے دعاوی کو مبرہن اور دلائل کو روشن پایا'' **جزاہ اللہ تعالیٰ خیرا وجعل سعیہ شکورا**'' (ص ۱۷ ایضاً)

تو پھر کیا تھا راقم الحروف اپنی کم علمی وبے سروسامانی کے ساتھ یہ عزم محکم کیا کہ دین وسنیت کے اس بطل جلیل کی عرفانی، حقانی، نورانی تحریروں کو جہاں تک ممکن ہو سکے جدید طرز تحریر سے مزین کر کے شائع کیا جائے تاکہ اس کے مطالعہ سے مسلمان اپنے آپ کو اور خویش واقارب کو گمراہ فرقوں سے محفوظ رکھ سکیں۔ رب قدیر میری اس سعی کو قبول فرما کر خلوص کے ساتھ مزید کام کی توفیق بخشے۔

ازیں قبل ۲۰۰۱ء میں ''**الحبل القوی لھدایۃ الغوی**'' کو ترتیب جدید کے ساتھ ''**اثبات تقلید شرعی**'' کے نام سے شائع کیا، پھر

۲۰۰۳ء میں ممدوح مکرم کی سب سے پہلی سوانح بنام ''سرکار مجتبیٰ کا گوشۂ حیات'' شائع کیا۔

اب تیسری فصل بہار ''**نور الهدیٰ فی ترجمة المجتبیٰ**'' نئی آب وتاب کے ساتھ بنام ''**عظمت امام اعظم**'' آپ کے ہاتھ میں ہے اس کتاب کے بارے میں مجھ جیسا کم علم کیا تحریر پیش کرے جب کہ اس سلسلہ میں میرے استاذ مکرم فقہ اسلامی کے ممتاز مفتی مرتب فتویٰ امجدیہ حضرت علامہ مفتی آل مصطفےٰ مصباحی استاذ فقہ اسلامی جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی کی پرمغز تحریر **تقدیم** کی حیثیت سے شامل ہے۔ ساتھ ہی ساتھ صاحب کتاب کی حیات وخدمات اور عالمانہ وقار کے تعارف کیلئے استاذی بحر العلوم استاذ العلماء والفقہا علامہ الحاج مفتی عبدالمنان صاحب اعظمی شیخ الحدیث جامعہ شمس العلوم گھوسی اور محدث جلیل استاذ العلماء حضرت علامہ حافظ الحاج عبدالشکور صاحب قبلہ شیخ الحدیث الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ کی مبارک تأثراتی تحریریں لائق مطالعہ ہیں۔ میں اپنے ان خاص کرم فرماؤں کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ جن کی کرم طرازیوں کا سلسلہ میرے ہر ہر قدم پر دراز ہوتا رہتا ہے مالک حقیقی کی بارگاہ میں دعاء ہے کہ مولیٰ تعالیٰ ان حضرات کی شفقت وعنایت کا سلسلہ دراز فرمائے آمین۔

اسیر مجتبیٰ انجم مصباحی

کلمات تکریم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

امابعد: آج مورخہ ۴ر رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ بروز بدھ صبح کے دس بج رہے تھے کہ قرۃ عینی عزیز گرامی مولانا ریحان رضا عرف انجم رحمانی میرے دادا جان محبِ اعلیٰ حضرت مولانا محمد عبدالرحمٰن محبی پوکھریوی کی کتاب نورالھدیٰ فی ترجمۃ المجتبیٰ بنام عظمتِ امام اعظم لے کر حاضر ہوئے کتاب مکمل تیار راہ پریس کی مسافر تھی، جستہ جستہ دیکھا طبیعت بے پناہ مسرور ہوئی دعائیں نکلیں کہ انھوں نے اس کتاب پر دو تاثراتی تحریر جن سے لی ہے وہ اس دور میں نمونۂ سلف اور بزرگوں کی یادگار ہیں مثلاً بحرالعلوم حضرت مفتی عبدالمنان صاحب اعظمی شیخ الحدیث مدرسہ شمس العلوم گھوسی، محدث جلیل حضرت مولانا عبدالشکور صاحب قبلہ شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ مبارکپور اور تقدیم قلم بند کرنے والے عزیزم مولانا مفتی آلِ مصطفیٰ مصباحی مفتی جامعہ امجدیہ گھوسی اگرچہ نوجوان ہیں مگر آپ کا علم، قلم پختہ ہے بڑی عرق ریزی سے آپ نے مقدمہ تحریر کئے ہے اس طرح انجم رحمانی خاص طور پر مبارک بادی کے مستحق ہیں کہ جنھوں نے سرکار محبی کی کتاب کو اپنے وقت کے مستند عالم کی تحریروں سے آرستا کیا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ عزیزی انجم رحمانی کو سرکار محبی کی تصنیفات وتعلیمات کو عام کرنے کا جذبہ دیوانگی کی حد تک ہے اور انہوں

نے برسوں کے جمود و تعطل کو توڑنے میں مجاہدانہ کردار ادا کیا ہے۔ میں دل کی گہرائی سے رب قدیر کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ میرے محبوب نواسہ اور ان کے معانین و محبین جو اس تحریک میں ان کے شریک سفر ہیں ان کے علم عمل میں پختگی عطا فرمائے اور ان کو ترقی عطا فرمائے آمین۔ اب میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی اس شعر پر اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے
دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

فقیر ابن الولی محمد حمید الرحمٰن قادری
خادم آستانہ نوریہ، رحمانیہ، رضویہ پوکھریرا شریف

ہنر مند کی قدر کرتی ہے دنیا
ہنر ہی سے ہے شان و شوکت ہماری

بنیں پہلے خادم تو مخدوم ہوں گے
ہمیں دے گی عزت یہ ذلت ہماری

تاثر عبد المنان بر ذات عبد الرحمن

بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبد المنان صاحب قبلہ اعظمی

شیخ الحدیث جامعہ شمس العلوم گھوسی مئو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

صوبہ بہار کے ضلع مظفر پور (موجودہ ضلع سیتا مڑھی) علاقہ پوکھریرا میں حامی دین وملت، عالم اہلسنت، ذات بابرکت حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب محبی سنی مسلمانوں کے راہنما، دین دار دین پناہ، سنی مسلمانوں کی جملہ دینی ضرورتوں اور مشکلوں کے عقدہ کشا خیر خواہ تھے۔

درس وتدریس، تقریر وتحریر، بحث ومناظرہ اور تصنیف وتالیف کے ساتھ ساتھ صاحب ارشاد واصلاح، تنظیم وتحریک کے سربراہ۔ وہ ان سارے مورچوں پر بیک وقت نہایت مستعدی سے مصروف عمل رہتے تھے۔ اہلسنت وجماعت کے افراد اپنے محسنوں اور مددگاروں، بزرگوں اور غم خواروں کو بہت جلد بھول جانے کے عادی ہیں۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بھی غالباً یہی سلوک ہوگا۔ قوم نے ان کے وصال کے بعد سال میں ایک آدھ بار مزار شریف پر حاضر ہو کر عرس منالیا ہوگا۔ وارثوں نے فاتحہ فراغ کے بعد جائداد تقسیم کر لی ہوگی۔ رہ گئی ان کی تحریک اور ان کا کاز تو اس کی کسی کو فکر نہ ہوگی اللہ تعالیٰ ہم سب کو معاف کرے اور حضرت کے درجات بلند فرمائے آمین۔

البتہ ادھر اشرفیہ سے فارغ ہونے والے مولانا ریحان رضا انجم مصباحی سلمہ نے جو اسی علاقہ کے رہنے والے ہیں، چند سالوں سے ان کی تصنیفات کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ان کے عزائم میں استحکام اور ان کے کام میں برکت عطا فرمائے آمین۔

عبد المنان اعظمی   شمس العلوم گھوسی

تاثر جمیل

محدث جلیل حضرت علامہ الحاج حافظ عبد الشکور صاحب قبلہ

شیخ الحدیث الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ (یو پی)

صدیوں سے خانقاہیں اہل اسلام کو رشد و ہدایت کی لازوال نعمتوں سے مالا مال کرتی چلی آ رہی ہیں اور یہاں سے قلوب و اذہان کی تطہیر ذہن و فکر، کردار و عمل کی اصلاح کا کام بحسن وخوبی ہوتا رہا ہے۔ انہیں میں سے ایک خانقاہ رحمانیہ ہے جو شمالی بہار سیتا مڑھی کے مشہور و معروف قصبہ پوکھریرا میں واقع ہے اس کے بانی شیخ طریقت عالم شریعت حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب محشّی علیہ الرحمۃ والرضوان ہیں جو مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محبوب ومحبّ ہیں۔

تیرہویں صدی کے اواخر سے چودھویں صدی کے اوائل تک آپ کی ذات سے خانقاہ منارہ ہدایت و اہل سنت و جماعت کیلئے مرکز بنی رہی اور یہاں سے تبلیغ و اشاعت کا اہم ونمایاں کام انجام پاتا رہا۔ جب باطل فرقے مسلمانوں کے درمیان زہریلے افکار اور اسلام مخالف نظریات پھیلانے لگے۔ مصلح کے روپ میں فاسد معتقدات باتیں لوگوں کے ذہن تک پہنچانے میں شب و روز جد و جہد کرنے لگے مبلغ بنکر ایمان وایقان کی جگہ مفروضہ ایمان وتوحید کی تبلیغ سے ماحول کو مسموم بنانے پر اتر آئے تو آپ (محشّی) نے دعوت و تبلیغ کا کام تیز کر کے مسلمانوں کے مابین پاکیزہ وصحت مند ماحول بنایا ان کو ایمانی افکار و نظریات سے آگاہ کر کے راہ راست پر قائم رہنے کیلئے ذہن دیا باطل کے مکر وفریب سے بچنے کیلئے تدبیریں بنائیں اور خود پاسبانی کا حق ادا کرتے رہے۔

غیر مقلدین جو اپنے آپ کو اہل حدیث اور سلفی کہتے ہیں چاروں امام

حضرت **امام ابوحنیفہ**، حضرت **امام شافعی**، حضرت **امام مالک**، حضرت **امام حنبل** رضی اللہ عنہم کی پیروی اور تقلید کرنے کو ناجائز و گمراہ کن بتاتے ہیں۔ جب کہ اہل سنت و جماعت کے علماء وفقہا، محدثین، مفسرین ان چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی پیروی ضروری قرار دیتے ہیں جو بلا شبہ حق وصواب ہے۔ مضافات کے کچھ مقلدین تقلید شرعی کے خلاف بکواس کرنے لگے تو آپ نے اس کا رد بلیغ فرمایا وہ مناظرہ کیلئے تیار ہوئے تو آپ باقاعدہ مناظرہ و مکالمہ کیلئے میدان عمل میں اتر آئے اور عقلی ونقلی دلائل وشواہد سے مدعا کو روز روشن کی طرح ثابت کر کے مخالف کو سکوت اختیار کرنے پر مجبور کر دیا اس پورے واقعہ کو روداد کی شکل میں بنام "**الحبل القوی لهداية الغوی**" چھاپ کر لوگوں میں تقسیم کیا گیا جس کو اہل علم نے بنظر تحسین دیکھا۔

نبیرۂ سرکار مُحّی حضرت مولانا حافظ **محمد حمید الرحمٰن** صاحب جانشین خانقاہ رحمانیہ کے نواسہ مولانا **ریحان رضا انجم** مصباحی کی کوششوں سے ۱۴۲۲ھ میں ثانیاً یہ رسالہ زیور طبع سے آراستہ ہوکر لوگوں میں مقبول ہوا یہ مختصر ہے لیکن جامعیت سے متصف ہے۔

آپ مذہباً حنفی تھے اس لئے امام الائمہ حضرت **نعمان** بن ثابت **ابوحنیفہ** رضی اللہ عنہ سے بے پناہ محبت تھی۔ کچھ دریدہ ذہن اہل حدیث کہلانے والے لوگ جو امام اعظم سے بغض وحسد رکھتے ہیں امام کی شان میں یہ کہا کہ ابوحنیفہ حدیث نہیں جانتے تھے حنفیوں کے یہاں حدیث کہاں ان کے یہاں تو صرف فقہ ہے اس کے رد میں آپ کا قلم متحرک ہوا اور کتاب "**نور الهدیٰ فی ترجمة المجتبیٰ**" وجود میں آئی جو اس وقت آپ کے ہاتھ میں ہے اس میں ہے اولاً آپ نے یہ دکھایا ہے کہ جس گمراہ کا یہ گمراہ کلام ہے یہ باطل فرقہ سے تعلق رکھنے والا اسمٰعیل مقتول دہلوی وابن

عبد الوہاب نجدی کا پیرو کار ہے۔ جن کو اہل اسلام نے بد دینی و گمراہیوں کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج مانا ہے۔ جس طرح منافقین مومن نہیں تھے لیکن مومن کی صورت میں رہ کر اسلام واہل اسلام کو نقصان وضرر پہونچانے میں شب و روز لگے رہتے تھے۔ یہی حال غیر مقلدین کا ہے یہ فہم سلیم سے خالی، رحمت باری سے دور، جام جہالت سے مخمور ہیں ان کی ہفوات سے ابو حنیفہ کی شان امامت پر اصابت پر کوئی اثر نہیں پڑتا **امام ابو حنیفہ** جلیل مجتہد و عظیم محدث تھے فقہ حنفی کے کلیات و جزئیات صحیح غیر منسوخ کتاب اللہ کے غیر معارض، احادیث کے مطابق ہے یہ امام کے مجتہدانہ ومحدثانہ شان پر روشن دلیل ہے۔

آپ نے رسالہ میں **امام اعظم** کے حالاتِ ولادت سے وفات تک مختصراً قلمبند کیا ہے۔ لیکن جو کچھ بیان کیا ہے وہ مدلل، پرمغز، دل آویز ہے۔ امام کے تعلق سے بیان کا حاصل یہ ہے۔ آپ کا نام نامی **نعمان**، کنیت **ابو حنیفہ** اور لقب **امام اعظم** ہے۔ باپ کا نام **ثابت** ہے مولود و مسکن **کوفہ** اور اصل فارس ہے ۸۰ھ میں پیدا ہوئے آپ کے زمانہ میں تقریباً بائیس (۲۲) صحابہ کرام زندہ تھے جن میں سے حضرت انس بن مالک، حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت عبد اللہ بن عوفیٰ وغیرہم سے ملاقاتیں کیں اور ان سے حدیثیں بھی روایت کی اس لئے آپ تابعی ہیں۔ حدیث شریف میں آپ کے متعلق بشارت بھی دی گئی ہے جیسا کہ محدث زمانہ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی شافعی علیہ الرحمہ نے اپنی تصنیف میں ذکر کیا ہے اکابر محدثین حضرت امام بخاری وحضرت امام مسلم وغیرہم آپ کے شاگردوں کے شاگرد ہیں۔

حضرت امام شافعی حضرت عبد اللہ بن مبارک، حضرت سفیان ثوری وغیرہم نے حضرت امام اعظم کو معاصرین میں فائق فی العلم مانا ہے وہ بڑے

عالم، عامل، عابد متقی اور علم شریعت میں امام تھے وصال ۱۵۰ھ میں ہوا۔

مذکورہ دونوں رسالوں میں حضرت سرکار محدثی کی عظمت، مناظرانہ شوکت اور علم فقہ میں مہارت کے جلوے محسوس ہوتے ہیں اور مدعا کا ثبوت اور مطلوب کا حصول روز روشن کی طرح معلوم ہوتے ہیں اگر قاری بغض وعنایت سے خالی اور حق کا طالب ہو تو یہ دونوں کتابیں اس کے لئے شمع ہدایت ہیں۔ ظاہر ہو جائیگا کہ تقلید شرعی حق ہے اور فقہ حنفی احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہے۔

مولانا ریحان رضا صاحب مصباحی لائق تعریف ہیں وہ اپنے بزرگ نانا سرکار محدثی کے مفید تصانیف کو جدید ترتیب تحشیہ سے شائع کر رہے ہیں یہ کتاب " **نور الهدیٰ فی ترجمة المجتبیٰ** " انہیں کی کوششوں کا ثمرہ ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ان کے علم و عمل و عمر میں برکت دے۔ (آمین) اور مزید توفیق دے کہ حضرت محدثی کے باقی قلمی سرمایہ کو منصۂ شہود پر لائیں تا کہ افادہ عام ہو۔

نبیرۂ سرکار محدثی خانقاہ رحمانیہ کے جانشین حضرت مولانا حافظ **حمید الرحمٰن** صاحب مدظلہ العالی عابد، متقی، پرہیز گار، دیندار، مخلص، خلیق بافیض شخص ہیں آپ کی ذات سے خانقاہ کی موروثی روایات برقرار اور سابق کی طرح رشد و ہدایت، نوازش وعنایت جاری ہیں۔ قادر وقدیر آپ کے سایہ عاطفت کو قائم ودائم رکھے۔ آمین۔

عبدالشکور عفی عنہ

اشرفیہ مبارکپور ضلع اعظم گڑھ یوپی

۲ر محرم الحرام ۱۴۲۴ھ

تقدیم

حضرت علامہ مفتی آل مصطفےٰ مصباحی صاحب قبلہ کٹیہار بہار

استاذ و مفتی جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مؤیوپی

صوبہ بہار کے ضلع سیتا مڑھی میں پوکھریرا نامی بستی عرصے سے علم وادب اور فیض و کرم کا گہوارہ رہا ہے۔ یہاں کے افق سے علم وفن کے ستارے تقریباً ہر دور میں طلوع ہوتے رہے ہیں۔ لیکن اس سرزمین کو قابل فخر شہرت جلیل القدر عالم دین جامع شریعت وطریقت علامہ عبد الرحمٰن محشّی علیہ الرحمہ (ولادت ۱۲۷۲ھ/وفات ۱۳۵۱ھ) کے عہد میں خود انہیں کی وجہ سے ملی۔ جس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ حضرت محشّی نے پوری زندگی دینی خدمات، ملی جدوجہد، مسلک اہلسنت کی ترویج واشاعت اور فاسد افکار وعقائد کے ردو ابطال میں گذاری۔ اور اسلام وسنیت کے فروغ کی خاطر علاقے میں ایسی بے لوث قربانیاں پیش کیں جنہیں کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ علامہ موصوف کی زندگی کو جاوداں اور ان کی شہرت کو دوام عطا کرنے میں یہ قربانیاں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ حضرت محشّی کی پرخلوص دینی وعلمی خدمات نے وقت کے اکابر علماء کو بے حد متاثر کیا۔ اور انہوں نے آپ کی علمی نقش آرائیوں اور ملی کارناموں کی تحقیق فرمائی۔ جن میں مجدد اعظم امام احمد رضا، محدث سورتی علامہ وصی احمد، علامہ ضیاء الدین پیلی بھیتی، علامہ رحیم بخش آروی رحمہم اللہ تعالیٰ کا نام خاص طور سے ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت محشّی کی پوری زندگی اسلام وسنیت کی نشرواشاعت میں گذری، وہ مدرسہ کے عظیم مدرس تھے، خانقاہ کے شیخ طریقت تھے، اسلام کے بہترین داعی ومبلغ تھے اور عقائد باطلہ وافکار فاسدہ کے استیصال کیلئے شمشیر برہنہ تھے۔

زیر نظر کتاب ''نور الہدیٰ فی ترجمۃ المجتبیٰ'' آپ کی تصنیف لطیف

ہے۔ جو غیر مقلدین وہابیہ کے فاسد فکر کی تردید اور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق غیر مقلدین کی فتنہ پردازیوں کا منہ توڑ جواب ہے۔ جب غیر مقلدین نے امام اعظم کے خلاف عوام اہل سنت کو برگشتہ کرنا شروع کیا۔تو حضرت محشی نے ان کی زہر افشانیوں کا جواب تقریری طور پر بھی دیا اور تحریری طور پر بھی۔ یہ رسالہ تحریری سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ان میں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محاسن وکمالات سے متعلق ان ارشادات کا خلاصہ اور نچوڑ ہے۔ جو خطیب بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ) نے تاریخ بغداد میں، امام ذھبی نے تذکرۃ الحفاظ میں علامہ ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) نے ھدی الساری مقدمہ فتح الباری میں، علامہ ابن حجر مکی نے (متوفی ۹۷۳ھ) خیرات الحسان فی مناقب النعمان میں، حافظ ذھبی (متوفی ۷۴۸ھ) نے میزان الاعتدال میں، امام نووی (متوفی ۶۷۶ھ) نے تہذیب الاسماء واللغات میں، علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) نے تبیض الصحیفہ میں، امام یافعی نے مرأۃ الجنان میں، علامہ یوسف حنبلی نے تنویر الصحیفہ میں، علامہ شمس الدین حنفی نے جواہر العقائد میں اور ملا علی قاری حنفی (متوفی ۱۰۱۴ھ) نے مناقب الامام الاعظم میں تحریر فرمایا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ چند ناقدین کو چھوڑ کر سیرت و سوانح اور رجال پر گہری بصیرت رکھنے والے حضرات سراج الامۃ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نہ صرف تعدیل وتوثیق فرماتے ہیں۔ بلکہ ان کے فضائل وکمالات، ورع وتقویٰ اور علمی تبحر کے سلسلے میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔ اور یہ ایک ایسی سچائی ہے کہ فقہی مکاتب کے اختلاف کے باوجود حضرات شوافع، حنابلہ ومالکیہ رحمہم اللہ بھی امام اعظم کی غیر معمولی اجتہادی قوت، علوم قرآن وحدیث میں بے پناہ تبحر، دیانت وصداقت اور ورع و تقویٰ میں منصب بلند پر فائز رہنے کا اعتراف کرتے اور اسکا اظہار فرماتے

ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ جو دیگر مجتہدین کی بہ نسبت امام اعظم سے قریب العہد ہیں۔ کہ ان کی پیدائش ۹۰ھ میں ہوئی ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے امام ابوحنیفہ کو دیکھا ہے؟ تو ان کا جواب تھا ''رأیت رجلا لو کلمک فی هذه السارية أران يجعلها ذهبا لقام بحجته'' (تاریخ بغداد۔ص ۳۳۸ ج ۱۳) میں ایک ایسے شخص کو دیکھا ہے کہ اگر وہ تم سے اس ستون کے بارے میں بات کریں اور اسے سونا ثابت کرنا چاہیں تو اپنی دلیل سے ثابت کر دیکھائیں گے۔ امام شافعی (ولادت ۱۵۰ھ) نے امام اعظم کے فقہی و اجتہادی تبحر کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے ''الناس عيال علىٰ ابى حنيفة فى الفقه ''تمام لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہ کی عیال ہیں'' ما رأيت احداً افقه من ابى حنيفة ''امام ابوحنیفہ سے زیادہ فقیہ میری نگاہوں نے نہیں دیکھا۔

امام اعظم سے متعلق جہاں بے شمار اجلۂ محدثین وفقہائے کرام نے اپنے گراں قدر تاثرات کا اظہار فرماتے ہوئے، انہیں فقید المثال ''فقیہہ ومحدث'' قرار دیا ہے۔ وہیں بعض حضرات اپنی نامکمل وناقص معلومات یا حسد وعناد کی وجہ سے ان پر کئی طرح سے نقد کرتے ہیں۔ مثلاً ☆ امام اعظم قلیل الحدیث تھے۔ صحاح ستہ میں ان کی مرویات نہیں ہے۔ ☆ وہ تابعی نہیں ہیں، فضیلت تابعیت ان کیلئے ثابت نہیں۔ ☆ ان کا حافظہ کمزور وناقابل اطمینان تھا۔ اس زمانے میں ابن تیمیہ وابن عبدالوہاب کے ریزہ خواروں نے زیادہ تر امام اعظم کی حدیث دانی پر قدغن لگانے کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا ہے۔ کیوں کہ جہاں تک فقہہ حنفی کا معاملہ ہے ظاہری اعتبار سے بھی اس پر تل رکھنے کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ اور سچائی یہ ہے کہ یہ لوگ تقلید کے منکر ہوتے ہوئے بھی امام ابو حنیفہ کی فقہہ سے استفادہ کے بغیر دو چار قدم آگے نہ بڑھ سکیں گے۔ اگر انہوں

نے اپنے خیالِ فاسد کو جگہ دی ہے تو آپ کی حدیث دانی پر جن کے ردو ابطال کیلئے حضرت محشی علیہ الرحمہ کو یہ رسالہ تصنیف کرنا پڑا۔ انشاء المولیٰ تعالیٰ زیر نظر رسالہ کے مطالعہ کے بعد قارئین پر حقیقت حال واضح ہو جائے گی۔

منکرین تقلید کو زہر افشانی کیلئے تھوڑی تائید اس جرح سے ملتی ہے جو ابن خلدون نے بعض لوگوں سے نقل کیا ہے۔ کہ امام اعظم کے پاس صرف سترہ احادیث تھیں۔ اور وہ قلیل الحدیث تھے، خطیب بغداد نے بھی ایک عظیم مؤرخ کی حیثیت سے اس قسم کے بعض مخدوش اقوال کو جمع کیا ہے۔ اور حافظ ذھبی نے میزان الاعتدال میں امام نسائی اور ابن عدی کی تنقید نقل کی ہے۔ اور لکھا ہے 'ضعفه النسائی من جهة حفظه و ابن عدی و آخرون' (ج ۴، ص: ۲۶۰، بیروت) جہاں تک امام اعظم کو قلیل الحدیث کہنے کا تعلق ہے۔ تو اس قول کا فساد ایسا ہی روشن و واضح ہے جیسے دوپہر میں سورج کا انکار۔ اگر دیگر مؤیدات سے صرف نظر بھی کر لیا جائے جب بھی امام اعظم کی حدیث دانی اور حدیث میں پایہ کی بلندی کیلئے یہ حقیقت وسچائی کافی ہے کہ وہ ایک عظیم مجتہد تھے۔ اور مسائل کے استخراج واستنباط میں اپنی مثال آپ تھے۔ خود امام شافعی کو جب کوئی بڑی الجھن پیش آتی، آپ کی قبر منور پر تشریف لے جاتے اور مسئلہ کے حل کی دعاء کرتے۔ اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ کوئی بھی درجۂ اجتہاد پر اس وقت تک فائز نہیں مانا جاسکتا جب تک قرآن کریم اور احادیث کریمہ کے جملہ نصوص احکامیہ کے لغوی وشرعی معنیٰ کا احاطہ اور ان کے اقسام ووجوہ (خصوصی وعمومی، امر ونہی، عبارات ودلالات، اشارات و اقتضات وغیرہ) پر کامل دسترس نہ ہو۔ حاصل یہ کہ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کا علم منصب اجتہاد کی بنیادی شرط ہے۔ اس کے بغیر قیاس واجتہاد کی شرعاً اجازت نہیں۔ نہ ہی ایسے شخص کو مجتہد کہا جاسکتا ہے۔

علم حدیث میں امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جلالت قدر کا اندازہ اس کے اساتذہ کی حدیث میں مہارت اور ان کے فضل وکمال سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔آپ کے کبار اساتذہ میں دو نام خاص طور پر لئے جاتے ہیں۔
☆ امام شعبی رضی اللہ عنہ ☆ حضرت حماد بن سلیمان رضی اللہ عنہ، آپ نے دونوں بزرگ محدثین سے علم حدیث حاصل کیا۔امام شعبی کی علم حدیث میں وسعت معلومات کا اندازہ اس سے لگا سکتے ہیں کہ، انہوں نے پانچ سو صحابہ کرام سے علم حدیث حاصل کیا۔جن کے بارے میں ایک خاص موقعہ پر حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا ''میں رسول پاک ﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک رہا۔لیکن شعبی غزوات کے معاملے میں مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہیں'' حضرت حماد ابن سلیمان علم حدیث وفقہ کے امام مانے جاتے تھے، امام اعظم ابوحنیفہ نے ان سے کوئی دو ہزار حدیثیں روایت کی ہیں۔ان دونون کے علاوہ آپ کے اہم ترین اساتذہ میں ابواسحٰق سبیعی، ابراہیم نخعی، قتادہ، قاسم بن محمد، نافع، عکرمہ، حسن بصری رحمہم اللہ تعالیٰ عنہم جیسے جلیل القدر تابعی ہیں جن سے آپ نے علم حدیث وفقہ حاصل کیا۔اگر علم حدیث میں امام اعظم کی مہارت کا تذکرہ کیا جائے تو بات طویل ہو جائیگی۔ بڑے بڑوں کو یہ کہنا پڑیگا ع

بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

اس سلسلے میں یحیٰی ابن نصر بن حاجب رحمہ اللہ کا وہ قول پڑھیے، جسے علامہ موفق مکی نے اپنی کتاب ''مناقب الامام الاعظم'' کے جلد اول میں نقل کیا ہے کہتے ہیں ''**سمعت ابا حنیفة یقول عندی صنادیق من الحدیث ما اخرجت منھا الاالشئی الیسیر الذی ینتفع به** ۔'' (میں نے امام ابوحنیفہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے پاس حدیث کے متعدد صندوقیں ہیں۔ جن سے میں نے فائدہ اٹھانے بھر بہت تھوڑا بیان کیا ہے) خود امام اعظم کی

''کتاب الآثار'' اور اس کی ترتیب وتہذیب کا تجزیہ کیا جائے تو علم حدیث میں ان کے مقام بلند کا اندازہ ہوگا۔ یہ کتاب فقہی ابواب پر حدیث کی پہلی کتاب ہے، جسے مؤطا امام مالک کے ماخذ کی حیثیت حاصل ہے۔ ان کے راویوں میں امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر، امام حسن بن زیاد جیسے محدثین و فقہاء ہیں رحمہم اللہ تعالیٰ۔ علامہ موفق کی صراحت کے مطابق ابو بکر زرنجری کے بقول امام اعظم نے کتاب الآثار کو چالیس ہزار احادیث سے منتخب فرمایا ہے۔

حدیث پاک کی اتنی کثیر مرویات ہونے اور ان پر اور ان کے علاوہ لا تعداد احادیث پر گہری بصیرت رکھنے کے باوجود انہیں ''**قلیل البضاعة فی الحدیث**'' کہنا انصاف و دیانت کا خون کرنا اور حقیقت سے انکار و انحراف ہے۔ امام اعمش رحمہ اللہ تعالیٰ کو اہل علم میں کون نہیں جانتا۔ وہ ایک عظیم محدث ہیں، ان کے روبرو امام اعظم سے چند مسائل پوچھے گئے۔ امام اعظم ابو حنیفہ نے ان در پیش پیچیدہ مسائل کا جواب دیا۔ تو امام اعمش متحیر رہ گئے اور امام اعظم نے جب یہ وضاحت کی کہ یہ آپ ہی کی مرویات سے میں نے اخذ کیا ہے۔ تو امام اعمش یہ مبنی بر حقیقت تاثر پیش کئے بغیر نہ رہ سکے ''**حسبک ماحدثتک به فی مأتة یوم حدثتنی به فی ساعة واحده**'' (جو روایتیں ہم نے سو دنوں میں آپ سے بیان کی تھی وہ آپ نے مجھ سے ایک گھنٹے میں بیان کردی) پھر آپ نے جو جملہ ارشاد فرمایا وہ آج کل کے غیر مقلدین اور امام اعظم کے حاسدین کیلئے تازیانۂ عبرت ہے، فرمایا۔ ''**یا معشر الفقهاء انتم الاطباء و نحن الصیادلة و انت ایها الرجل اخذت بکلا الطرفین**'' (اے گروہ فقہاء آپ لوگ طبیب کی حیثیت رکھتے ہیں اور ہم گروہ محدثین پنساری اور اے امام ابو حنیفہ آپ مجمع البحرین ہیں۔)

☆

کہتے ہیں کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔اس نقطۂ نظر سے بھی آپ امام ابو حنیفہ کی حدیث دانی کا جائزہ لیں گے تو ماننا پڑیگا کہ وہ کبار محدثین میں سے ہیں۔اس سلسلے میں ان سے علمی استفادہ کرنے والے شاگردوں کی علمیت وحدیث دانی کا جائزہ لیجئے۔اور کتب رجال وتاریخ وسیر پر نظر ڈالیں تو پتہ چلے گا کہ وہ سب علم حدیث میں بھی اپنے وقت کے چاند تارے تھے۔جن کی روشنی سے پورا عالم اسلام منور تھا،ان میں حضرت عبد اللہ بن مبارک، یحیٰ بن سعید قطان، وکیع بن الجراح، مکی بن ابراہیم، حفص ابن غیاث النخعی، یحیٰ بن ذکریا،مسعر بن کدام وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے عظیم محدثین ہیں۔جنہوں نے امام اعظم سے اکتساب علم کیا،اور بلند پایہ مرتبہ پر فائز ہوئے۔ یحیٰ ابن سعید قطان جرح وتعدیل کے مشہور امام ہیں۔ اور حضرت وکیع ، امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے استاذ مکی ابن ابراہیم جیسے نامور محدث امام اعظم کے شاگرد ہیں اور امام بخاری کے استاذ وشیخ ،وہ امام اعظم کو اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم ومحدث مانتے تھے۔عبد اللہ ابن مبارک بلند پایہ کے محدث مانے جاتے ہیں۔خطیب بغدادی نے امام اعظم سے متعلق ان کا یہ قول نقل کیا ہے۔**"لو لا ان اللہ أنما ثن بابی حنیفة و سفیان کنت کسائر الناس "** (تاریخ بغداد۔ج ۱۳، ص: ۳۳۷) (اگر اللہ تعالیٰ امام ابو حنیفہ اور سفیان ثوری کو میری علمی مدد کا ذریعہ نہ بناتا تو میں بھی عام لوگوں جیسا ہوتا) یحیٰ ابن سعید قطان کا تاثر ان الفاظ میں نقل کیا **" جالسنا و اللہ ابا حنیفة و سمعنا منه و کنت واللہ اذا نظرت الیه عرفت فی وجهه انه یتقی اللہ عز وجل "** (ج ۱۳،ص: ۳۳۸) خدا کی قسم ہم امام ابو

حنیفہ کی مجلس میں رہے، ان سے روایتیں سنی اور بخدا جب بھی میری نظر ان کے چہرے پر پڑتی، مجھے ان کے چہرے سے ان کے تقویٰ اور خوف الٰہی کا یقین جھلکنے لگتا) اس تاثر کو استاذ کے حق میں شاگرد کی مدح سرائی کہکر ٹالا نہیں جاسکتا، کیوں کہ یحییٰ بن سعید قطان جرح وتعدیل کے دوسرے بڑے امام ہیں۔ رجال حدیث پر ان کی تنقید اور جرح وتعدیل کے تعلق سے ان کا پایہ کتنا بلند ہے اہل علم ہی جانتے ہیں۔ اس طرح کے اقوال وتاثرات تو بہت اور بے شمار ہیں۔ جیسے خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں اور امام ابو ذکریا نووی شافعی (متوفی ٦٧٦ھ) نے تہذیب الاسماء میں قدرے تفصیل سے بیان کیا ہے۔

امام ابوحنیفہ کو ''قلیل الحدیث'' بتانے کیلئے خصوصیت سے غیر مقلدین وہابیہ یہ شوشہ چھوڑتے ہیں کہ حدیث کی چھ صحیح کتابوں (صحاح ستہ) میں ان کی ایک روایت بھی منقول نہیں۔ اگر وہ بلند پائے کے محدث ہوتے تو ضرور ان کی روایات درج کی جاتیں۔ مخالفین کا یہ طریق استدلال ناخواندہ حضرات کو تو متاثر کرسکتا ہے، لیکن اہل علم کو ہرگز نہیں۔ کیوں کہ صحاح ستہ میں روایتوں کے درج نہ ہونے کو علم حدیث میں معلومات کی کمی کی دلیل بنائی جائے تو پھر امام ابوحنیفہ ہی کی کیا تخصیص، ائمہ مجتہدین میں امام مالک (متوفی ۱۷۹ھ) امام شافعی (متوفی ۲۰۴ھ) امام احمد ابن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے ائمہ حدیث وفقہ کے بارے میں بھی یہی کہنا پڑیگا۔ کیوں کہ امام شافعی کی بھی صحاح ستہ میں کوئی روایت منقول نہیں۔ امام مالک کی دو چار روایتیں ہیں، اور امام احمد بن حنبل کی بھی زیادہ روایتیں منقول نہیں ہیں۔ معدودے چند روایتیں ہیں۔ کسی بھی واقعیت کو اس کے مقصد کے آئینے میں دیکھنا چاہئے۔ حضرات مجتہدین کا بنیادی و اولین مقصد اپنے اجتہادی کارناموں کو پھیلانا اور موجودہ امت کے ساتھ ساتھ آنے والی امت مسلمہ

کیلئے بھی کتاب وسنت واجماع کی روشنی میں ٹھوس لائحہ فکر وعمل وضع کرنا تھا۔
احادیث کی جمع وتالیف کا مقصد ثانوی تھا۔کیوں کہ جمع احادیث کا کام
دوسرے علماء ومحدثین بڑے پیانے پر کرہی رہے تھے۔اس لئے انتہائی اہم
اجتہادی کاج کی طرف اپنی بھرپور توجہ مبذول رکھی۔ حضرات مجتہدین یہ
طریقہ کار نہ اپناتے تو ہمارے پاس ذخیرۂ احادیث میں چند ذخیروں کا اضافہ
ضرور ہوجاتا،لیکن امت مسلمہ کی اکثریت ان سے استفادہ نہ کرپاتی اور نتیجہ
کے طور پر احکام شرعیہ پر عمل ایک مشکل ترین مسئلہ بن جاتا۔رب کریم کی ہزار
ہار حمتیں ہوں ان مجتہدین پر جنہوں نے امت کی مشکلات کوآسان فرمایا۔

جہاں تک امام ابوحنیفہ کی توثیق وتصنیف کا تعلق ہے۔معدود چندافراد
کوچھوڑ کررجال حدیث کے تمام مسلم الثبوت امام ان کی توثیق فرماتے ہیں۔
اوران کوحدیث وفقہ کامستند امام مانتے ہیں،امام شعبی یحیٰ ابن سعید قطان،یحیٰ
ابن معین،علی ابن مدین،عبداللہ ابن مبارک رحمہم اللہ یہ سب نقدورجال کے
اساطین مانے جاتے ہیں۔یہ حضرات امام اعظم کو نہ صرف ثقہ مانتے تھے بلکہ
زمانے کے سب سے بڑے عالم ماننے کے ساتھ ساتھ ورع وتقویٰ اور خشیت
الٰہی کے اعلیٰ منصب کا حامل قرار دیتے ہیں۔امیر المؤمنین فی الحدیث امام
شعبہ ابن الحاج تو حلفیہ کہا کرتے تھے کہ ’’خدا کی قسم امام ابوحنیفہ ثقہ تھے،ثقہ
تھے۔یحیٰ ابن سعید قطان امام اعظم کے شاگرد تھے اور حافظ ذھبی کی صراحت
کے مطابق امام کے مذہب پر فتویٰ بھی دیا کرتے تھے۔یحیٰ ابن معین حضرت
قطان کے شاگرداورعلی ابن مدینی وامام بخاری رحمہم اللہ کے استاد تھے۔اورنقد
ورجال میں بے پناہ متشدد تھے۔ان تمام بزرگوں نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ
اللہ تعالیٰ کی زوردار انداز میں توثیق فرمائی ہے۔امام ذھبی نے تذکرۃ الحفاظ
میں یحیٰ ابن معین کی یہ تعدیل نقل فرمائی۔’’لا بأس بہ لم یکن تیھم‘‘

(تذکرۃ الحفاظ ۔ج:ا۔ص:۱۲۶بیروت) عبداللہ ابن مبارک نے فرمایا"ابو حنیفۃ افقہ الناس "یزید ابن ہارون سے پوچھا گیا۔سفیان ثوری بڑے فقیہ ہیں یا امام ابوحنیفہ؟انہوں نے جواب دیا۔"ابو حنیفہ افقہ "پھر کہا "ما رأیت احداً اورع و لا اعقل من ابو حنیفۃ "ابوداؤد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا"ان ابا حنیفۃ کان اماما "(تذکرۃ الحفاظ ج،ا۔ص:۱۲۷بیروت) اسلئے بعض لوگوں کی تضعیف کوئی حیثیت نہیں رکھتی ۔ بالخصوص جب کہ تضعیف کرنے والے بہت کم اور ایسے لوگ ہیں جن کو امام اعظم کی سیرت وسوانح کا بھرپور علم نہیں ۔مقدمۂ کتاب کی تنگ دامانی مانع نہ ہوتی تو میں ان وجوہ وعلل کو تفصیل سے بیان کرتا۔جن سے امام کے توثیق میں شبہہ نہیں رہ جاتا ہے۔

امام اعظم کے فضائل میں ایک اہم ترین فضیلت آپ کا تابعی ہونا بھی ہے۔علماء اعلام، ارباب جرح وتعدیل اور اسلامی مؤرخین نے آپ کے تابعی ہونے اور درسگاہ بنوت کے فیض یافتہ ایک یا چند صحابہ سے شرف ملاقات حاصل ہونے کی صراحت فرمائی ہے۔صحابی رسول حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کی تصریح تو بہت سے ائمہ علماء نے کی ہے۔جن میں امام ذھبی ، خطیب بغدادی، علامہ ابن حجر عسقلانی ، ابن سعد ، دارقطنی ، ابن الجوزی ، علامہ زین عراقی ، علامہ ابن حجر مکی ، علامہ سخاوی ، امام یافعی ، امام ابونعیم ، علامہ خطیب قسطلانی وغیرہم شامل ہیں ۔اتنا تو سبھی لکھتے ہیں"انہ رأی انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ "(میزان الاعتدال ج ۴، ص ۲۶۰ ، تاریخ بغداد،ص ۳۲۴ ،تہذیب الاسما واللغات ج ۲ ،ص ۲۲۰) لیکن قول ارجح یہ ہے کہ آپ نے کم از کم سات صحابہ کرام کی زیارت کی ہے۔ حضرت انس بن مالک ، حضرت عبداللہ بن اوفی ،سہیل بن سعد ساعدی ، ابو

طفیل عامر ابن واصلہ، عمرو بن حویرص، عبداللہ ابن حارث بن الجزو، واصلہ بن اسقع رضی اللہ عنہم۔ اور اگر آپ کی تاریخ ولادت ۰ ۷ ھ کو ترجیح ہو، تو ان کے علاوہ بھی بعض دیگر صحابہ کی زیارت کا ثبوت ملتا ہے۔ علامہ حصکفی حنفی صاحب درمختار نے ان صحابہ کرام کی تعداد بیس بتائی ہے۔ جو امام ابوحنیفہ کے دور میں حیات سے تھے (درمختار، ج:۱، ص:۴۷) اسی طرح امام اعظم نے کوئی چھ صحابہ سے روایات بھی سنی ہیں۔ اور ان سے اخذ حدیث بھی فرمایا ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے 'تبیض الصحیفة فی مناقب ابو حنیفة' میں بعض روایتوں کو نقل فرمایا ہے، حضرت عبدالرحمٰن مخّی نے بھی اپنے رسالہ میں ایسے بعض روایات درج کی ہیں۔

شہر علم کوفہ میں علمی نشو نما پا کر پوری دنیا کو اپنے علم کی روشنی سے منور کرنے والا امام، امام الائمہ "کا شف الغمه نائل العلم من الثریا" ابو حنیفہ نعمان ابن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۵۰ھ میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اور آج کروڑوں افراد ان کے فقہی مسلک سے منسلک اور اس پر گامزن ہیں۔ میں اپنی اس مختصر تحریر کو مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہٗ کے ان دعائیہ کلمات پر ختم کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

الٰہی تیری بے شمار رضائیں ابوحنیفہ پر اور ان سب پر جو عقائد میں ان کے موافق ہو کر اعمال میں ان کے مقلد ہیں۔ یوں ہی بقیہ ائمہ مجتہدین کرام اور ان کے ایسے ہی مقلدوں پر تا روز قیام۔ وعلیٰ حبیبنا وشفیعنا افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔ اخیر میں دل کی گہرائیوں سے میں دعا گو ہوں عزیزی گرامی مولوی ریحان رضا انجم مصباحی کا کہ جنھوں نے ایک قیمتی رسالہ کا شائع کر کے علمی حلقں پر احسان کیا مولیٰ تعالیٰ موصوف کو علم وعمل میں برکتیں عطا فرمائیں آمین۔

خاکپائے اولیاء

آل مصطفیٰ مصباحی (شبجنہ، بارسوئی، کٹیہار، بہار)
خادم تدریس وافتاء : جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی، مئو، یوپی

۱۷/جمادی الاخریٰ ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲۷/اگست ۲۰۰۲ء

نہ جائے گی برباد محنت ہماری
بڑھائے گی اک روز عزت ہماری

ہنر مند کی قدر کرتی ہے دنیا
ہنر ہی سے ہے شان و شوکت ہماری

بنیں پہلے خادم تو مخدوم ہوں گے
ہمیں دے گی عزت یہ ذلت ہماری

خدا نیک جس کو بنائے مجی
سنے گا وہی بس نصیحت ہماری

سرکار مجی علیہ الرحمہ

پہلی مرتبہ مولانا ضیاء الدین پیلی بھیتی کے اہتمام میں مطبع حنفیہ پٹنہ سے جو چھپی تھی اس کا عکس یہ ہے۔
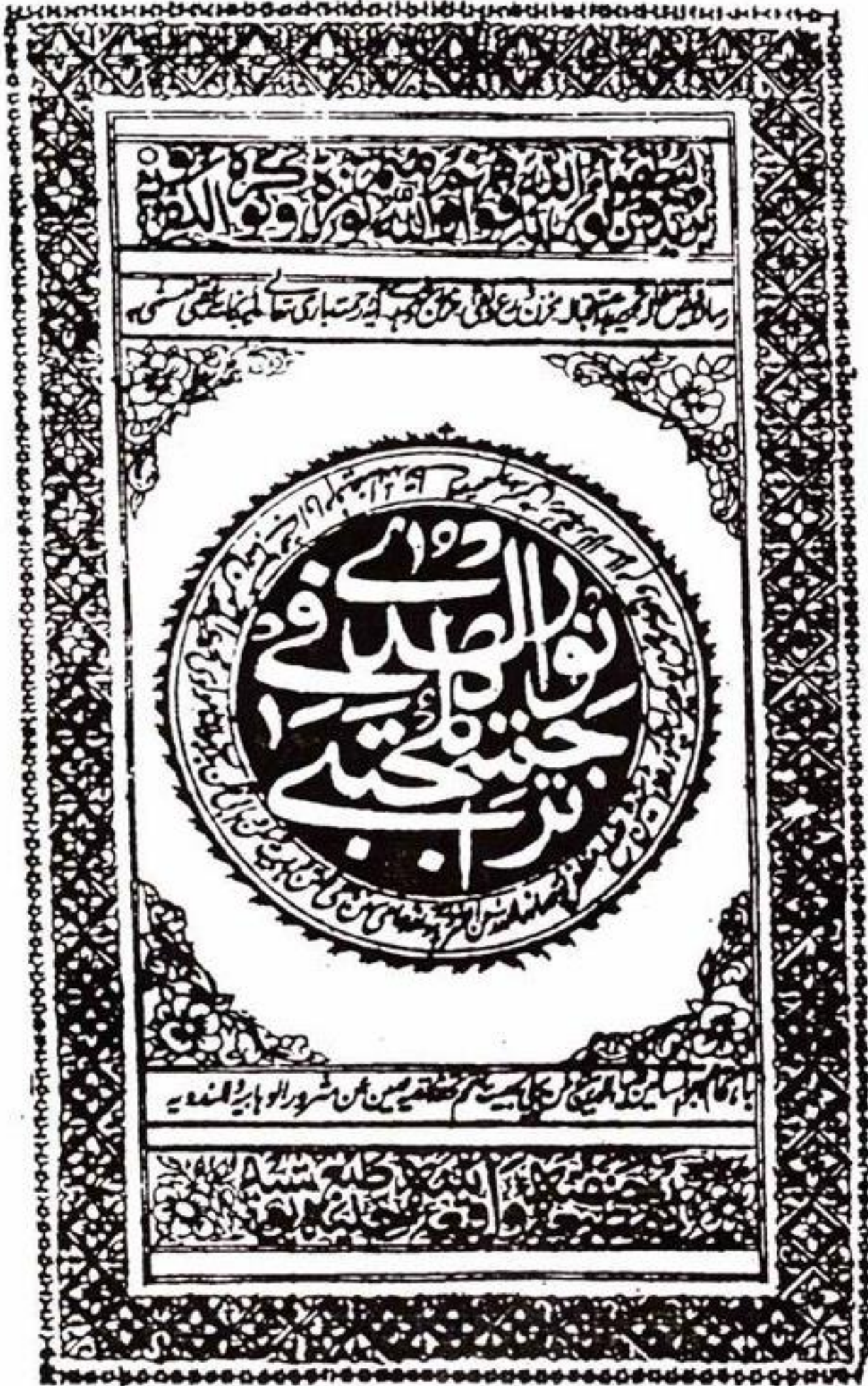
نور الھدیٰ فی ترجمۃ المجتبیٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اس کے بعد عارض ہے اسلام اور مسلمین صادقین کا خادم خوشہ چینِ خرمنِ فضائل اہل حل و عقد و کفش بردار صاحبدلانِ زمان ہیچمیر زہیچمدان ابوالولی **محمد عبدالرحمٰن** ابن شیخ منیر الدین ابن شیخ ریاض الدین صدیقی نسباً محمدی دیناً قادری نورالحلیمی نظامی فخری مشرباً حنفی مذہباً پوکھریروی مولداً ومسکناً اللہ اسے اتباع حق و سنت کی توفیق دے اوران دونوں کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے کہ منافقوں کا گروہ جو آقائے نامدار سید ابرار محبوب کردگار کی حضور سے (وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّعْجِبُکَ قَوْلُہٗ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ یُشْہِدُ اللّٰہَ عَلٰی مَافِیْ قَلْبِہٖ وَ ھُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ) ترجمہ اور بعض آدمیوں سے وہ ہے جس کی بات (اے رسول) تجھ کو زندگی دنیا میں بھلی معلوم ہوتی ہے اور (وہ اس کی تصدیق میں) اللہ کو گواہ دیتا ہے جو اس کے دل میں ہے حالانکہ وہ بہت بڑا جھگڑالو ہے۔ رنگ بدلتا ہوا دین کے سایے میں آرام پاتا ہوا بتر عداوت سے بیخکنی اسلام کی فکریں کرتا ہوا میراث پدری یعنی عداوت باطنی تخریب فی الدین کی سعی میں ہمہ تن سرگرم یکے بعد دیگرے رہنے لگا۔ یہاں تک کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی نے ۱۱۱۱ھ میں پیدا ہوکر ۱۱۵۰ھ سے اس شیطانی سلطنت کا اپنے کو پورا حقدار کر دکھایا۔ مطالب آیات اور حدیث فہمی کو اپنے ہی ذہنِ ناپاک کا خاصہ سمجھا،

تمام عالم کو گمراہ بتایا، زیارت روضۂ مطہرہ کو بت پرستی قرار دیا، نئی تراش اور خراش کا مطلب قرآن اور احادیث میں نکالا۔ اس کے نام لوا خلف ارشد مولوی اسمٰعیل مقتول دہلوی نے امام الطائفہ ہو کر **تقویۃ الایمان**، **صراط المستقیم**، **ایضاح الحق** وغیرہ کو محمد بن عبدالوہاب کی کتاب سے کاٹ چھانٹ کر تصنیف کیا۔ پھر ملاّ نذیر حسین سورجگڑھی ثم الدہلوی نے اس کی وراثت لی سیکڑوں تلامذہ نے بدگوئی، بدتہذیبی، غصہ، کینہ، عداوت، گالی گلوج دھول دھپا، اماموں کی برائی بزرگوں کی نارسائی منم و دیگرے نیست وغیرہ وغیرہ کی تحصیل کی دفتر کے دفتر طے کر ڈالے۔ دو ہی تین سال میں محدث کامل الفن، مفسر یکتائے زمن بن بیٹھے۔ اب کیا ہے ان کا ادنیٰ سے ادنیٰ مفسر محدث گنا گیا۔ اہل حدیث عالم بالحدیث اپنے کو قرار دیا اور واقع میں احادیث صحیحہ روایات معتبرہ اقوال معتمدہ سے منہ پھیر لیا۔ عوام سنیوں کو بخاری شریف وغیرہ کا ترجمہ اور فائدہ حسب موقع و مطلب دکھا دیا جو انہیں کے گرو گھنٹالوں کی تمام ملمع سازی و بچہ کاری ہے، ان کو آگے پیچھے چھوڑنے اپنے من کی جوڑنے میں کمال دلچسپی نہایت تیزی اور پھرتی جہالت وغوایت کا بھلا کہ اس روش سے ہزاروں کو گمراہ کیا طرفہ یہ کی علماء اہل سنت کو فی زمانہ معدوم بتایا۔ عوام کو بحر تشویش میں ڈالا، سبحان اللہ ع:

چہ دلاورست ذروے کہ بکف چراغ دارد

ترجمہ: وہ کتنا بہادر ہے جو اپنے ہاتھ میں چراغ رکھتا ہے۔

بالخصوص اطراف **ترہت** میں تو بلوۂ عام مچایا، گھر جلوایا، بچوں کو چھوڑ وایا۔ خادم کے پاس اکثر احباب تشریف لاتے ان کے جور و تعدی، خودداری خود رائی کی کہانیاں کہہ سناتے عوام کو دام میں لانے کی جو کیفیت واقعی کا افشا فرماتے، خادم ان کو تحریراً اور تقریراً عبارت فقہیہ سمجھاتا رہا۔ جب اس پہلو سے

ان پر دباؤ ہوتا رہا تب تو اور ہی رنگ بدلا، صاف کہہ دیا کہ حنفیوں میں علم حدیث کہاں فقہ ہی کا یہ سب فریب وسماں ہے۔ کیوں نہ ہو مضمون "**المرء یقیس علیٰ نفسه**" نے جلوہ گری کی یعنی آدمی اپنے نفس پر دوسروں کو بھی قیاس کرتا ہے۔ افسوس انہیں یہ نہ خیال ہوا کہ علم حدیث سے فقہ کو کس طرح کا علاقہ ہے یہ کیا جانتے کیا پہچانتے۔ نہ ان کو فہم سلیم نہ یہ راہ نوردان صراط مستقیم رحمت باری سے دور جام جہالت سے مخمور۔ **میں دعویٰ** کے ساتھ کہتا ہوں کہ حدیث کو رگ وریشئہ فقہ میں جان وقالب کی طرح دکھلاؤں گا۔ کہا میں نے امام ہمام عالیمقام (امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر عدم حدیث دانی کا دھبہ لگانے والے جھوٹی من گڑھت باتوں سے عوام کا دل خوش کرنے والے یہاں آئیں اور حدیث وفقہ کی کیفیت امتزاجی ملاحظہ فرمائیں "**مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ، يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ**" دو دریا ملے جلے بہتے ہیں جس سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں۔ کیوں نہ ہو امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایتیں اصح الاسانید، مسئلے مدلل بدلائل شرع مجید ہیں امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ اور سنت صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میرے تمام مسائل کا ماخذ ہے بایں طور کہ پہلے کتاب اللہ سے مسائل اخذ کرتا ہوں بعد کو سنت رسول اللہ ﷺ سے بعد کو فتاویٰ صحابہ سے جب ان تینوں میں سے کسی مسئلے کی صراحت نہیں ہوتی تو اپنی رائے اور قیاس کو دخل دیتا اور انہی تینوں سے مسئلہ نکال لیتا ہوں" اور جب امام صاحب فتویٰ دیتے تو فرماتے کہ "یہ رائے ابو حنیفہ کی ہے اور جو اس سے اچھا بیان کرے وہی ٹھیک ہے۔" یہ آپ کا کمال ورع اور انصاف ہے۔ **روایت** ہے ابی مطیع بلخی سے کہا انہوں نے کہ آئے سفیان ثوری اور حماد بن سلمہ اور مقاتل بن حبان اور جعفر

بن محمد وغیرہم امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تو ان سبھوں نے کہا کہ ہمیں یہ بات تم سے پہونچی ہے کہ تم قیاس زیادہ کیا کرتے ہو دین میں اور پہلے جس نے قیاس کیا وہ ابلیس ہے۔ تو **امام صاحب** جمعہ کے دن جامع کوفہ میں ان سے مناظرہ کیا اور اپنا مذہب ان سے بیان کیا اور ان سے کہا کہ میں پہلے کتاب اللہ سے پھر سنت رسول اللہ سے عمل کرتا ہوں پھر میں بعد اس کے قضایائے (فیصلہ) صحابہ میں نظر ڈالتا ہوں تو جب اختلاف ہوتا ہے ان میں اس وقت میں قیاس کرتا ہوں۔ یہ سن کر ان لوگوں نے چوما **امام ابوحنیفہ** صاحب کے ہاتھ کو اور کہا کہ "**انت سید العلماء**" تو عالموں کا سردار ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ان لوگوں نے **امام صاحب** سے اپنے خیال کی معافی چاہی۔ تو امام صاحب نے فرمایا کہ اللہ ہم سے اور تم سے برے خیال کو معاف کرے۔ اور خلیفہ ابوجعفر منصور نے امام صاحب کو لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم قیاس کو حدیث پر مقدم رکھتے ہو۔ تو **امام صاحب** ابوحنیفہ نے کہا کہ وہ بات نہیں جو کہنے والے کا گمان ہے یعنی جس نے میری بات تیرے نزدیک پہونچائی ہے اس کا گمان ہی گمان ہے خلیفہ! میں پہلے اللہ عزوجل کی کتاب کے ساتھ عمل کرتا ہوں پھر سنت رسول اللہ کے ساتھ پھر قضایائے صحابہ کے ساتھ پھر اس کے بعد قیاس کرتا ہوں۔" **کذا فی عقود الجواهر المنيفة فى ادلة المذهب الامام ابى حنيفة للسيد محمد مرتضىٰ الحسينى**" (ص:۴،۵ طبع مصر) **فافهم و تدبر۔**

صدقت یا سیدی۔ اے میرے سردار آپ نے سچ فرمایا، میں بغور جہاں تک دیکھتا ہوں آپ کا مذہب کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور فیصلجات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مطابق پاتا ہوں۔ میں نے

اپنے اس دعویٰ کو صداقت میں کتاب مستطاب **نسائی شریف** کو مترجم و با عراب محشی بحاشیۂ (۱) مسند امام اعظم (۲) مسند امام احمد (۳) موطاے امام مالک (۴) موطای امام محمد (۵) کتاب الآثار للامام محمد (۶) طحاوی شریف (۷) مصنف ابن ابی شیبہ (۸) دار قطنی (۹) بیہقی (۱۰) مستدرک (۱۱) ابن حبان (۱۲) طبرانی ہر سہ (۱۳) عبد الرزاق (۱۴) رزین (۱۵) بخاری (۱۶) مسلم (۱۷) ابو داؤد (۱۸) ابن ماجہ (۱۹) ترمذی (۲۰) تیسیر القاری شرح بخاری (۲۱) قسطلانی شرح بخاری (۲۲) تنسیق النظام شرح مسند امام (۲۳) مسویٰ شرح مؤطا (۲۴) مصفی شرح مؤطا (۲۵) تعلیق مجد الحاشیہ موطاے امام محمد (۲۶) زہر الربی شرح مجتبیٰ (۲۷) حصن حصین۔ علاوہ ان کے سیکڑوں رسالے اس فن کے فہرست طوالت پذیر۔ عبارت مندرجہ سے ظاہر۔ الغرض جملہ کتب کے عبارات مناسب مقام سے درست کر کے ''نور الھدیٰ فی ترجمۃ المجتبیٰ'' نام رکھ کر مایۂ تہید ستان فی الدنیا والآخرہ بنایا ''و

اللہ معنا فی کل حال و مقال ومنه حسن التوفیق''

الٰہی غنچۂ امید بکشای
گلے از روضۂ جاوید بنمای

بخنداں از لب آں غنچہ باغم
وزیں گل عطر پرور کن دماغم

ترجمہ! اے میرے خدا تو امید کی کلی کھلا دے ☆ ہمیشگی کے باغ سے ایک پھول دکھا دے۔

اس باغ کی کلی میرے ہونٹ پر مسکرائے ☆ اور اس پھول سے میرے دماغ کو معطر کر دے۔

قرار کس کو ہوا اس سرائے فانی میں

جو دیکھا رنگ وہ اڑتا ہوا نظر آیا
آدمی فنا ہوجاتا ہے حسن عمل اس کا باقی رہتا ہے جو دم ہے غنیمت ہے بعد
کو آہ اور حسرت ہے ؎

رہے اس دار فانی میں بقا میری جگہ اس کو
کہ فیض عام جاری تا قیامت اسکے باعث ہو

آمین یا اللہ آمین۔

الغرض

طالب حق کو لازم ہے کہ اس ترجمہ اور حاشیہ کو بنظر انصاف اور خوف خدا کو دل میں جگہ دے کر دیکھے اور جس جگہ حدیث اور فقہ کی مطابقت کی گئی ہے وہاں خوب سمجھے اور گردن تسلیم جھکائے اور یہ بھی اچھی طرح خیال کرلے کہ فی الواقع اہل حدیث عامل بالحدیث ان چار گروہوں کے سوانہیں اگر طالب حق جو ہوگا تو انشاء اللہ تعالیٰ اس حاشیے سے نصیب دنیا وعقبےٰ حاصل کریگا۔ اور فریبیوں، جعلسازوں عیاروں کے کذب اور افترا کو بخوبی جان لے گا۔ جاہلوں فتنہ گروں کے دلوں کو مقلب القلوب اپنی رحمت عام سے پھیر کر شاہراہ ہدایت پر لائے اور منزل مقصود پر پہونچائے کہ علت غائی اور مقصود اصلی ترجمہ اور تحشیۂ کتاب ہذا سے یہی ہے۔

اب میں اپنے دوستوں اور فرزندوں اور عام مسلمانوں کے نفع کیلئے کئی ایسی باتیں جو دنیا وآخرت میں نفع پہونچائیں معرض تحریر میں لاکر ترجمہ شروع کرتا ہوں چاہئے کہ ان کو آب زر ارادت وعقیدت سے ختۂ دل پر لکھیں اور اس خادم خاکپائے اہل اللہ کو دعائے خیر سے یاد فرمائیں۔

ہر کہ خواند دعا طمع دارم

زانکہ من بندۂ گنہگارم

جو شخص پڑھتا ہے میں اس سے دعاء کی امید رکھتا ہوں ☆ اس لئے کہ میں گنہگار بندہ ہوں۔

نکتۂ اول

وَلَا تَصْحَبْ اَخَا الْجَهْلِ وَ اِيَّاکَ وَ اِيَّاهُ فَكَمْ مِنْ جَاهِلٍ اَرْدىٰ حَكِيْمًا حِيْنَ اٰخَاهُ

ترجمہ: اور نہ مل جاہلوں سے اور دور رہ ان سے اور دور رکھ ان کو کیوں کہ بہت سے جاہلوں نے عقلمندوں کو ہلاک کیا جب ان سے بھائی چارہ کیا (۲) محتاجی سے گھبرانا نہیں اللہ پر بھروسہ کر کے سعی کیے جانا چاہیے۔

سَيُغْنِيْنِيْ الَّذِيْ اَغْنَاهُ عَنِّيْ
فَلَا فَقْرٌ يَدُوْمُ وَ لَا ثَرَآءٌ

ترجمہ: جلد بے پروا کر دیگا مجھے جس نے بے پروا کیا لوگوں کو کیوں کہ نہ محتاجی ہمیشہ رہتی ہے اور نہ دولتمندی (۳) بد خلقی بہت بری چیز ہے۔

وَ كُلُّ جِرَاحَةٍ فَلَهَا دَوَاءٌ
وَ سُوْءُ الْخُلْقِ لَيْسَ لَهٗ دَوَاءٌ

ترجمہ: اور ہر زخم کیلئے دوا ہے، مگر بد خلقی کی کوئی دوا نہیں (۴) روزی کا ضامن خدا ہے تم اس کو خوبی سے طلب کرو (۵) مال پر بھروسہ مت کرو عاریت ہے آتا ہے جاتا ہے (۶) قرآن میں اچھی نصیحتیں ہیں خوش نصیب ہی اس پر چلیں گے اس کی آیتوں میں غور کرو۔ عذاب کی آیتوں پر ڈرو اور توبہ کرو اور ثواب کی آیتوں پر اللہ سے آمرزش مانگو۔

وَ اِذَا هَمَمْتَ بِسَيِّءٍ فَاغْمِضْ لَهٗ

وَتَجَنَّبَ الْاَمْرَ الَّذِیْ یَتَجَنَّبُ

اور جب قصد کرے تو برائی کا تو اس سے آنکھ بند کر لے اور دوری چاہ اس کام سے جس سے دور رہنا چاہئے (۸)

وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِلصَّدِیْقِ وَ کُنْ لَهٗ

کَاَبٍ عَلٰی اَوْلَادِهٖ یَتَحَدَّبُ

اور بچھا اپنا بازو دوست کیلئے اور ہو اس کے لئے جیسے باپ اولاد پر مہربان ہوتا ہے۔(۹)

وَافْلِ الْکَذُوْبَ وَ قُرْبَهٗ وَجَوَارَهٗ

اِنَّ الْکَذُوْبَ مُلَطِّخٌ مَّنْ یَصْحَبُ

اور دشمن جان جھوٹوں کو اور اس کے قرب اور جوار کو بیشک جھوٹے اپنے ہم صحبت کو جھوٹ میں ملا لیتے ہیں۔(۱۰)

وَ صُنْ مِنْکَ مَاءَ الْوَجْهِ لَا تَبْذِلْتَهٗ

وَلَا تَسْاَلِ الْاَرْذَالَ فَضْلَ الرَّغَائِبِ

اور آبرو کی حفاظت کر اور نہ برباد کر اس کو اور کمینوں سے بخشش کی زیادتی مت چاہ۔(۱۱)

وَ کُنْ حَافِظاً لِّلْوَالِدَیْنِ وَنَاصِرًا

لِجَارِکَ ذِی التَّقْوٰی وَ اَهْلِ الْاَقَارِبِ

اور ماں باپ کا محافظ اور مددگار رہو اپنے ہم سایہ پرہیزگار اور رشتہ داروں کا بھی (۱۲) جس کام کو شروع کرو اس کے انجام تک ہمت نہ ہارو اسی کا نام الاستقامۃ راس الکرامۃ ہے (۱۳) اللہ ہی دیتا ہے اور دلاتا ہے (۱۴) علماء اور صلحا کی خدمت کرو اور ان کی صحبت میں رہو۔

میں جہاں تک دیکھتا ہوں سارا فتنہ لاعلمی ہے،جس قدر علم زیادہ ہو حق شناسی زیادہ اس آخری دور میں جو کچھ ہو کم ہے(۱۵)

لَیسَ الُبَلِیَّةُ فِیُ اَیَّامِنَا عَجَبًا
بَلِ السَّلَامَةُ فِیُهَا اَعُجَبُ الُعَجَب

ہمارے زمانے میں بلا کا ہونا تعجب خیز نہیں ہے بلکہ سلامتی اس میں عجیب تر ہے۔(۱۶)

لَیسَ الُجَمَالُ بِاَثُوَابِ تُزَیِّنُهَا
اِنَّ الُجَمَالَ جَمَالُ الُعِلُمِ وَ الُاَدَب

خوبصورتی کپڑوں سے نہیں کہ زینت دیتا ہے بیشک خوبصورتی علم اورادب کی ہے(۱۷)

لَیسَ الُیَتِیُمُ الَّذِیُ قَدُ مَاتَ وَالِدُهُ
اِنَّ الُیَتِیُمَ یَتِیُمُ الُعَقُلِ وَالُحَسَب

یتیم وہ نہیں ہے جس کا باپ مرجائے یقیناً یتیم وہ ہے جس کو عقل اور لیاقت نہ ہو۔امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے دین میں فقاہت حاصل کی اللہ اس کے مقصد کا کافی ہوگا۔اور اسے روزی دے گا جہاں سے اس کو امید نہ تھی۔اور دوسری روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شعار تیرا علم ہے اور قرآن۔مسند امام ابوحنیفہ(مسند امام اعظم) رضی اللہ تعالیٰ عنہ طبع اصح المطابع لکھنؤ،ص:۲۰۔اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موطا میں ہے کہ لقمان حکیم اپنے بیٹے سے مرتے وقت فرماتے تھے کہ اے بیٹے میرے بیٹھا کرو عالموں کے پاس اور اپنا گھٹنا ان سے ملادے کیوں کہ اللہ تعالیٰ زندہ کرتا ہے دلوں کو نور حکمت سے جیسے زندہ کرتا ہے مری ہوئی زمین کو بارش سے ہاں دولت علم ہی ایک دولت پائیدہ ہے۔

تیرا علم در دین و دنیا تمام

کہ کا رتو از علم گیر و نظام

چو شمع از پے علم باید گداخت

کہ بے علم نتوان خدا را شناخت

ترجمہ: تیرے دین ودنیا کا علم پورا ہے ☆ کہ علم کی وجہ سے تیرا کام نظام اختیار کریگا۔

شمع کی طرح علم حاصل کرنے کیلئے پگھلنا چاہئے

کیوں کہ بغیر علم کے خدائے تعالیٰ کو نہیں پہچان سکتا

دولت علم بے زوال ہے یہ ☆ سارے عالم میں مہ جمال ہے یہ

اے محبی جو چاہئیے عز و شرف ☆ سعی کر لے کہ با کمال ہے یہ

نکتۂ دوم

امام صاحب کون تھے۔ کہا عسقلانی نے تقریب میں نعمان بن ثابت کوفی ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کہا جاتا ہے کہ ان کا اصل فارس سے ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مولئے نبی تیم کے تھے اور فقیہ مشہور ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۵۰ھ میں وفات پائی اور ستر برس کی عمر پائی۔ امام صاحب بقول محمد طاہر نعمانی بن ثابت بن زوطا بن ماہ الامام الکوفی مولی تیم اللہ بن ثعلبہ ربط خزیات سے تھے۔ اور خزاز تھے یعنی خز بیچتے تھے اور ان کے دادا کابل سے تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بابل سے تھے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ انبار کے رہنے والے تھے۔ عزیزو امام صاحب کا نام نعمان ان کے باپ کا نام ثابت اور ان کے دادا کا نام زوطا کنیت آپ کی ابوحنیفہ اس لئے کہ آپ ہر طرف سے منھ موڑ کر پابند اسلام، حامی ملت سیدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام تھے اور آپ کا لقب امام الاعظم اس لئے کہ آپ امام الامام اور مقبول و خاص و عام

تھے اور ہیں۔ اور تابعی اس لئے کہ آپ ایک جماعت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی رویت اور روایت سے ممتاز ہوئے ہیں۔ کہا بعض نے کہ امام صاحب کے زمانے میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے چار تھے انس ابن مالک بصرہ میں عبداللہ ابن ابی اوفی کوفہ میں اور سہل بن سعد مدینہ میں ابوطفیل مکہ میں۔ اور کہا صاحب تنیق النظام نے کہ تو جان شمار کیا ہے بعض علماء نے ان صحابہ کا نام جن کو امام نے اپنے وقت میں پایا ہے اور وہ (۱) انس ابن مالک انصاری (۲) اسعد بن سہل بن حنیف قاری ابا امامہ (۳) بسر بن ارطاط قرشی عامری (۴) سائب بن یزید کندی جنہوں نے مدینے میں سب صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بعد انتقال کیا (۵) سہل ابن سعد ساعدی (۶) صدی بن عجلان ابا امامہ باہلی (۷) طارق بن شہاب بجلی کوفی (۸) عبداللہ بن ابی اوفی (۹) عبداللہ بن بسر (۱۰) عبد اللہ بن ثعلبہ (۱۱) عبداللہ بن حارث بن نوفل ابا محمد (۱۲) عبداللہ بن حارث بن جزء ابا حارث (۱۳) عتبیہ بن عبدالسلمیٰ (۱۴) عامر بن واثلہ ابا طفیل (۱۵) عمرو بن ابی سلمہ (۱۶) عمرو بن حریث قرشی مخزومی (۱۷) قبیصہ بن ذویب (۱۸) مالک بن حویرث (۱۹) محمود بن لبید (۲۰) مقدام بن معدی کرب (۲۱) مالک بن اوس (۲۲) واثلہ بن اسقع۔

جان تو کہ سب سے آخر صحابہ جنہوں نے دنیا کو چھوڑا وہ عامر بن واثلہ بن عبداللہ بن عمر بن جحش لیثی ابوالطفیل تھے۔ کہا صاحب تنسیق النظام نے تقریب سے کہ ان کی عمر دراز ہوئی یہاں تک کہ ۱۱۰ھ ایک سو دس ہجری میں وفات پائی ''وَ عَمَّرَ اِلیٰ اَنْ مَاتَ سَنَةَ عَشَرَةَ وَ مِائَةٍ عَلَى الصَّحِيحِ وَ هُوَ آخِرُ مَنْ مَّاتَ مِنَ الصَّحَابَةِ كذا فى التقريب'' اور یہ صحیح اور اس وقت عمر امام صاحب کی تیس برس کی تھی اور یہ مستبعد غایۃ

البعد سے ہے کہ امام صاحب سا آدمی اور نہ ملاقات کرے ان سے سن وقوف عالم شباب میں اور نہ جاوے ان کی طرف اس نعمت عظمیٰ یعنی درجۂ تابعیت پانے کے واسطے اور بیک واسطہ حدیث سننے کے لئے حالانکہ وہ صحابی ہو، یہ کیسے ہوگا۔ اور کہا درمختار وغیرہ میں کہ بہ تحقیق امام صاحب **پچپن حج** ادا کئے پس ثابت ہوا کہ امام صاحب نے پندرہ حج ابو طفیل صحابی کے زمانے میں ادا کئے اور ابو طفیل صحابی نے ۱۱۰ھ مین انتقال کیا۔ اس طرح امام صاحب نے پندرہ حج ان کے حضوری مکہ میں ادا کئے کہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور ایک سو پچاس ہجری میں انتقال کیا۔ ستر برس کی عمر پائی، اس حساب سے کہ آپ نے پچپن حج ادا کئے اول حج آپ کا ۹۶ھ میں واقع ہوا۔ اس وقت حضرت ابو طفیل صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی رشتۂ حیات سے پندرہ برس باقی تھے اور امام صاحب نے ۳۰ ربرس کی عمر تک پندرہ حج ادا کئے پس کیسے تصور کیا جائے گا کہ عین مکہ میں صحابی رسول اللہ ﷺ ہوں اور امام صاحب نے اتنے حج ادا کئے اور نہ ملے ان سے۔ اور شرح مشکوٰۃ میں ابن حجر مکی سے ہے کہ پایا امام اعظم نے آٹھ صحابہ کو ان میں سے انس ابن مالک اور عبد اللہ ابن ابی اوفی اور سہل بن سعد اور ابو طفیل ہیں۔ اور کہا ہے کہ دری نے کہ ایک جماعت محدثین نے انکار کیا ہے ان کی ملاقات کا صحابہ سے اور اصحاب امام ثابت کرتے ہیں ان کی رویت کو اسناد کے ساتھ اور جمع کیا اور انہوں نے ان کے مسندوں کو۔ پس پہونچیں ان کو پچاس حدیثیں جن کو امام صاحب نے صحابۂ رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ''فَانْظُرْ بِعَیْنِ الْاِنْصَافِ وَاجْتَنِبْ مِنَ الْاِعْتِسَافِ۔

امام صاحب نے صحابہ سے روایت کی

امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تبیض الصحیفہ سے ناقل ہیں کہ بہ تحقیق تالیف کیا **ابو معشر** عبد الکریم بن عبد الصمد طبری مقری شافعی نے ایک جز ان

ل اس کتاب سے جس جگہ تحیہ وغیرہ میں مدد لی گئی ہے وہ رغم الانف وہابیہ ہے نہ بطور

احادیث میں کہ جن کو امام صاحب نے صحابہ سے روایت کیا، لیکن اختلاف کیا ان کے عدد میں بعض نے ان میں سے کہا کہ چھ مرد ایک عورت سے اور بعض نے کہا پانچ مرد ایک عورت سے اور بعض نے کہا سات مرد اور ایک عورت سے روایت کیا۔ **اول قول پر** (۱) انس ابن مالک (۲) عبداللہ بن انیس (۳) عبد اللہ بن حارث (۴) جابر بن عبداللہ (۵) عبداللہ بن ابی اوفی (۶) واثلہ بن اسقع (۷) بنت عجر د۔

دوسرے قول پر (۱) انس بن مالک (۲) عبداللہ بن انیس (۳) عبداللہ بن حارث (۴) عبداللہ بن ابی اوفیٰ (۵) واثلہ بن اسقع (۶) بنت عجر د۔ **تیسرے قول پر** (۱) انس بن مالک (۲) عبداللہ بن انیس (۳) عبد اللہ بن حارث (۴) جابر بن عبداللہ (۵) عبداللہ بن ابی اوفی (۶) واثلہ بن اسقع (۷) معقل بن یسار (۸) بنت عجر د۔ اور کہا ابن حجر نے کہ امام صاحب نے ابی اوفی سے ایک حدیث بیان کی وہ حدیث یہ ہے ''اَبُوْ حَنِیْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِیْ اَوْ فٰی یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ مَنْ بَنیٰ لِلّٰهِ مَسْجِدًا وَ لَوْ کَمَفْحَصِ قَطَاةٍ بَنَی اللّٰهُ تَعَالیٰ لَهٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ'' امام صاحب کہتے ہیں کہ میں نے سنا عبداللہ بن ابی اوفی کو کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ کو کہ فرماتے تھے کہ جس نے اللہ کے واسطے مسجد بنائی اگر چہ وہ قطاۃ جانور کے گھونسلے کی مقدار ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائیگا۔ دیکھو مسند امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ طبع اصح المطابع لکھنو۔ ص: ۴۷، اور بیان کیا خطیب نے تاریخ بغداد میں کہ امام صاحب نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا اور کہا علامہ ابن حجر نے یہ صحیح ہے جیسا کہ کہا ذہبی نے ان کو دیکھا اور وہ لڑکے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ان کو دو مرتبہ دیکھا اور بہت طریق سے آیا ہے کہ بے شک

امام صاحب ان سے تین حدیثیں روایت کیں اور ثابت ہے ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہ کہا قاری نے کہ بصرہ میں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے آخر جنہوں نے وفات کی وہ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور ان کی وفات ۹۱ھ میں ہوئی۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے ۹۳ھ میں وفات پائی تو اس وقت امام گیارہ سال یا تیرہ سال کے تھے اور امام صاحب بصرہ آتے جاتے تھے، تو صحت کے ساتھ امام صاحب کی ملاقات صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت اور یہ بیان کافی۔ اور انس بن مالک خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے دس برس تک آپ کی خدمت کی ان سے امام صاحب نے اس حدیث کو روایت کیا ''اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلدَّالُ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِهٖ ''ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نیک کام کا بتانے والا اس کے کرنے والے جیسا ہے۔ دوسری حدیث ''اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ اِغَاثَةَ اللَّهْفَانِ'' امام صاحب حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ فریادرسی مضطر کو دوست رکھتا ہے۔ کذا فی مسند الامام الاعظم طبع اصح المطابع لکھنؤ، ص: ۲۱۴، ۲۱۵۔ امام صاحب نے عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی سے روایت کی ''و هو هذا ابوحنیفة وُلِدْتُ سَنَةَ ثَمَانِیْنَ وَ قَدِمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُنَیْسٍ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْکُوْفَةَ سَنَةَ اَرْبَعٍ وَّتِسْعِیْنَ وَ رَأَیْتُهٗ وَ سَمِعْتُ مِنْهُ وَاَنَا ابْنُ اَرْبَعَ عَشَرَةَ سَنَةً سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ حُبُّکَ الشَّیْءَ یُعْمِیْ وَ یُصِمُّ'' امام صاحب فرماتے ہیں کہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوا اور عبداللہ بن انیس صحابی ۹۴ھ میں داخل کوفہ ہوئے ہیں میں نے دیکھا ان کو اور

سماعت حدیث کی جب میں چودہ برس کا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے تھے کہ دوست رکھنا تیرا کسی چیز کو اندھا اور بہرا کر دیتا ہے۔ امام صاحب نے واثلہ بن اسقع سے روایت کی **اَبُوْحَنِیْفَةَ قَالَ** قَالَ سَمِعْتُ وَاثِلَةَ بْنَ الْاَسْقَعِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ لَا تُظْهِرَنَّ شَمَاتَةً لِاَخِیْکَ فَیُعَافِیْهِ اللّٰہُ وَ یَبْتَلِیْکَ اللّٰہُ ''امام صاحب کہتے ہیں کہ میں نے واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا فرماتے تھے تو اپنے بھائی کی شماتت مت ظاہر کر (اگر کرو گے) تو اللہ تعالیٰ ان کو عافیت دے گا اور تجھ کو مبتلا کرے گا (یعنی مسلمانوں کے عیب پر مت ہنسو) دیکھو مسند امام اعظم طبع اصح المطابع ص: ۲۱۵، ۲۱۶۔ امام صاحب نے عبد اللہ بن حارث صحابی سے روایت کی ''قَالَ اَبُوْحَنِیْفَةَ وُلِدْتُ سَنَةَ ثَمَانِیْنَ وَحَجَجْتُ مَعَ اَبِیْ سَنَةَ سِتٍّ وَّ تِسْعِیْنَ وَ اَنَا ابْنُ سِتَّ عَشَرَةَ سَنَةً فَلَمَّا دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَرَاَیْتُ حَلْقَةً عَظِیْمَةً فَقُلْتُ لِاَبِیْ حَلْقَةُ مَنْ هٰذِهٖ فَقَالَ حَلْقَةُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ الزَّبِیْدِیِّ صَاحِبِ النَّبِیِّ ﷺ فَتَقَدَّمْتُ فَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ مَنْ تَفَقَّهَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ کَفَاهُ اللّٰہُ تَعَالٰی مُهِمَّهٗ وَرَزَقَهٗ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ''امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوا اور اپنے باپ کے ساتھ ۹۶ھ میں حج کو گیا اور اس وقت میری عمر سولہ برس کی تھی۔ پھر جب میں مسجد الحرام میں داخل ہوا تو میں ایک بڑا حلقہ دیکھا۔ تو میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ یہ کس کا گروہ ہے تو میرے باپ نے کہا کہ عبد اللہ بن حارث بن جزء الزبیدی صحابہ رسول اللہ ﷺ کا حلقہ ہے تب میں آگے گیا تو میں نے سنا ان سے وہ کہتے تھے کہ میں نے سنا حضرت ﷺ سے فرماتے

تھے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے دین میں فقاہت حاصل کی اللہ تعالیٰ اس کے مقاصد کا ذمہ دار ہے اور اس کو روزی دیگا جہاں سے اس کو امید نہ تھی۔ مسند امام اعظم طبع اصح المطابع لکھنو، ص: ۲۰۔ برہان الاسلام حسن بن علی بن حسین غزنوی نے بیان کیا کہ عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدی نے ۹۹ھ ہجری میں انتقال کیا اور بہت قریب ہے اس کے وہ روایت جس کو ابو منصور بغدادی نے بیان کیا عائشہ بنت عجرد سے روایت کیا ''اَبُوْ حَنِیْفَۃَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَۃَ بِنْتَ عِجْرَدٍ تَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللہ ﷺ اَکْثَرُ جُنْدِ اللہِ فِی الْاَرْضِ الْجَرَادُ لَا اٰکُلُہٗ وَلَا اُحَرِّمُہٗ '' امام صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے عائشہ بنت عجرد کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بڑا لشکر اللہ تعالیٰ کا زمین پر ٹڈی ہے نہ میں اس کو کھاتا ہوں اور نہ اس کو حرام کرتا ہوں۔ مسند امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ طبع اصح المطابع لکھنو، ص: ۱۹۴۔ اور ثابت کیا عینی نے آپ کا سننا ایک جماعت صحابہ سے یہاں سے رویت اور روایت امام صاحب کی اصحاب رسول اللہ ﷺ کی نسبت ثابت ہے اب جانو کہ یہاں دو مقام ہیں۔

پہلا مقام رویت

یعنی دیکھنا امام صاحب کا بعض صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اور اس پر مدار تابعیت کا محققین کے نزدیک ہے اور وہ مختار جمہور ارباب حدیث سے ہے جیسا کہ اشارہ کرتی ہے اس کی طرف عبارت نخبہ اور اس کی شرح اور ان دونوں کے سوا کی۔ پس ارباب دانش پر کب مخفی ہو سکتی ہے یہ بات جس کو میں پورے طور سے ثابت کر آیا۔ یعنی امام عالیمقام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کی یعنی ان کو دیکھا اور ان سے ملے۔ اب اس باب میں طول کلام کی حاجت باقی نہ رہی۔ پھر اس با

میں کلام کرنا سورج کی طرح ثبوت اور وضوح ہو جانے کے بعد کلام کرنا ہے اور اس سورج کو ڈھا کنا چھپانا ہے۔

دوسرا مقام روایت

امام صاحب کا بعض صحابہ سے روایت کرنا اور وہ ارباب انصاف کے نزدیک کئی وجہوں سے ثابت ہے۔

وجہ اول: یہ کہ ہم نے مسند خوارزمی سے باتفاق علماء ان کی روایت کو بعض صحابۂ معدودہ سات یا پانچ یا چھ مع عورت کے نقل کیا ہے۔

وجہ دوم: تالیف ابی معشر عبدالکریم شافعی ایک جز بروایت امام صاحب صحابہ سے اس میں قدح نہیں۔

وجہ سوم: ثابت کرنا عینی کا ان کے سماع کو صحابہ سے۔

وجہ چہارم: اصحاب امام جو ثقات اثبات بلکہ حفاظ متقنین اور ائمہ مجتہدین سے ہیں وہ لوگ سماع اور روایت امام صاحب کو ثابت کرتے ہیں یہاں تک کہ ان کی مسندوں میں پچاس حدیثیں پہونچی ہیں اور کردری اور محمد طاہر اور شیخ عبد الحق وغیرہ نے اس کے ساتھ اقرار کیا ہے اور اصحاب امام کو سارے محدثوں میں رجحان ہے اور اس کی طرف شیخ المحققین مولانا عبدالحق نے ''شرح سفر السعادت'' میں اشارہ کیا ہے یہ آخری وجہ قوی تر ہے اور وہ جس کو میں نے مسند امام سے بنقل حدیث ثابت کیا ہے اور یہ ثبوت خواص کے دستور العمل اور عوام کے دربغل کے لئے کافی اور وافی۔ اور خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں کہا کہ ابوحنیفہ تیمی (۱) امام صاحب الرائے اور فقیہ عراق نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا۔ اور عطا بن ابی رباح (۲) ابو اسحٰق سبیعی (۳) محارب

بن وثار (۴) ہشیم صراف (۵) قیس بن مسلم (۶) محمد بن المنکدر (۷) نافع مولی ابن عمر (۸) ہشام بن عروہ (۹) یزید الفقیر (۱۰) سماک بن حرب (۱۱) علقمہ بن مرثد (۱۲) عطیہ عوفی (۱۳) عبد العزیز (۱۴) عبد الکریم وغیرہم سے سنا

محمیؔ اہل حق کے واسطے تحریر تیری بس یہ کافی ہے
مبارک ہو تجھے توفیق حق تو نے بھلا رستہ نکالا ہے

امام صاحب سے ان لوگوں نے روایت کی

(۱) یحیٰی حمانی (۲) عباد بن عوام (۳) عبداللہ بن مبارک (۴) وکیع بن جراح (۵) یزید بن ہارون (۶) علی بن عاصم (۷) قاضی ابو یوسف (۸) محمد بن حسن (۹) عمرو بن محمد عبقری (۱۰) ابو عبد الرحمٰن مقری (۱۱) عبد الرزاق بن ہمان اور دوسروں نے اور کہا قاری مسند امام کی شرح میں کہ تو جان امام صاحب کے مشائخ صحابہ اور تابعین وغیرہ سے چار ہزار ہیں اور بعض اہل انصاف نے اس میں اقرار کیا ہے اور کہا ہے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

عدا مذھب النعمان خیر المذاھب
کذا قمر الوضاح خیر الکواکب
ثلثة الاف و الف شیوخه
و اصحابه مثل النجوم الثواقب

امام اعظم کا کیا اچھا ہے مذہب ☆ ستاروں میں ہے جیسے مہر تاباں
محمیؔ چار ہزار استادان کے ☆ ہیں شاگردان کے تاروں جیسے رخشاں

اگر تو کہے کہ امام بخاری کے استاد دس ہزار سے بڑھ گئے، تو میں کہتا ہوں کہ جن سے امام بخاری نے حدیث کو روایت کیا وہ لوگ ایسے نہیں جن سے امام صاحب نے فقہ روایت کی۔ پس راویان فقہ ضروری فقیہ عالم تھے اور

جن سے حدیث روایت کی گئی نہیں لازم ہے کہ وہ لوگ اس صفت کے ہوں یعنی فقیہ عالم۔ یہاں تک کہ زیادہ ہوئے راوی حدیث اور کم ہوئے فقیہ حاصل یہ ہے کہ اکثر استاد امام صاحب کے روایت اور درایت کے درمیان جامع تھے اور اکثر مشائخ بخاری کے علو اسناد کے معنعنین تھے۔ یہاں سے تفصیل فقیہ غیر فقیہ پر ظاہر ہے۔ اور کہا صاحب مغنی نے ترجمہ **امام محمد** میں کہ ابو عبداللہ **محمد** بن حسن فرقد شیبانی امام صاحب کے شاگرد اور اہل الرائے کے امام نے مالک بن معول اور مالک بن انس اور ابو یوسف سے سنا اور **امام محمد** سے امام شافعی اور ہشام بن عبدالملک اور قاسم بن سلام وغیرہ نے روایت کی ۔ اور کہا ترجمہ **ابو یوسف** میں ابو یوسف بن یعقوب بن ابراہیم بن حبیب بن خنیس بن سعد صحابی شاگرد امام صاحب کے امام ابو یوسف نے سلیمان تیمی اور یحییٰ بن سعید اور اعمش اور ہشام بن عروہ اور ابو حنیفہ سے سنا اور امام ابو یوسف سے امام محمد اور امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین وغیرہ نے روایت کی اور امام ابو یوسف حدیث اور فقہ میں بڑے مرتبہ والے تھے۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ حضرت امام المحدثین والمتکلمین امام عالیمقام **ابو حنیفہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اکابر محدثین اور مفسرین شاگردوں سے ٹھہرے بڑے بڑے محدثین ان کے آگے زانوئے ادب بچھاتے تھے پس ترجیح امام بخاری علی الامام ترجیح بلا مرجح ہے۔ پس کیوں کر ہوگا مدعی اپنے دعوے میں صادق۔ حالانکہ امام بخاری امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں کے شاگرد ٹھہرے۔ بایں حیثیت امام صاحب سے امام محمد و امام ابو یوسف ان سے امام شافعی ان سے حمید وغیرہ ان سے امام بخاری نے روایت کی **لله در لمن قال** ؎

امام اعظم کے شاگردوں کے ہیں شاگرد بھی ارشد
بخاری ترمذی مسلم ابو داؤد اور احمد

پس مدعی کیلئے کیا ہے کہ نہ دیکھے انصاف سے۔

امام صاحب کی روایت سے

امام صاحب فرماتے ہیں کہ وہی حدیث بیان کرنا چاہئے جس کو سننے کے دن سے بیان کرنے کے دن تک **بعینہٖ** یاد رکھا ہو روایت بالمعنی جائز نہیں۔ روایت بالمعنی اسے کہتے ہیں کہ راوی سننے کے اصل لفظ کو بھول کر اسی معنی کا دوسرا لفظ بیان کردے۔ ہمارے امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتنے بڑے محتاط تھے کہ روایت بالمعنی نہ کرتے۔ اہل حدیث اس کو جائز رکھتے ہیں۔ قلت روایت امام صاحب بایں وجہ ہے تاہم ان کے مسانید کثیر اور اسانید شہیر ہیں **پندرہ مسند** امام صاحب حسب ذیل ہیں **الاول** پہلی مسند جس کو امام حافظ ابوالقاسم طلحہ بن محمد بن جعفر نے جمع کیا **والثانی** دوسری مسند جس کو امام حافظ عبداللہ محمد بن یعقوب بن حارث حارثی بخاری معروف بہ عبداللہ استاد نے جمع کیا **والثالث** تیسری مسند جس کو امام حافظ ابوالحسین محمد بن مظفر بن موسیٰ بن عیسیٰ بن محمد نے جمع کیا **والرابع** چوتھی مسند جس کو حافظ امام ابونعیم احمد بن عبداللہ بن محمد اسفہانی نے جمع کیا **والخامس** پانچویں مسند جس کو ثقہ عدل ابو بکر محمد بن عبدالباقی بن محمد بن عبداللہ انصاری معروف بہ قاضی مارستان نے جمع کیا **والسادس** چھٹی مسند جس کو امام حافظ صاحب جرح وتعدیل ابواحمد عبد اللہ بن عدی جرجانی نے جمع کیا **والسابع** ساتویں مسند جس کو امام حسن بن زیاد لولوی صاحب ابوحنیفہ نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جمع کیا **والثامن** آٹھویں مسند جس کو قاضی حافظ ابوالحسن اسنانی نے جمع کیا **والتاسع** نویں مسند

جس کو حافظ ابو بکر احمد بن محمد بن خالد بن خلاد کلاعی نے جمع کیا **والعاشر** دسویں مسند جس کو امام حافظ ابو عبد اللہ الحسین بن محمد بن خسرو بلخی نے جمع کیا **والحادی عشر** گیارہویں مسند جس کو امام قاضی ابو یوسف بن یعقوب بن ابراہیم نے جمع کیا اور امام صاحب سے اس کی روایت کی جس کا نام نسخہ ابو یوسف رکھا **والثانی عشر** بارہویں مسند جس کو امام محمد بن حسن شیبانی نے جمع کیا اور امام صاحب سے روایت کیا جس کا نام نسخہ محمد عن ابی حنیفہ رکھا **والثالث عشر** تیرہویں مسند جس کو امام حماد بن ابو حنیفہ نے جمع کیا **والرابع عشر** چودہویں مسند جس کو امام محمد بن حسن نے جمع کیا اس کو امام صاحب سے روایت کیا جس کا نام آثار رکھا **والخامس عشر** پندرہویں مسند جس کو امام حافظ ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن ابو العوام سعدی نے جمع کیا اور ان سب مسندوں کو قاضی القضاۃ ابو المؤید محمد بن محمود بن محمد خوارزمی نے اپنی کتاب جامع المسانید المعروف بہ مسند خوارزمی میں جمع کیا اور اس میں اس کی اسنادیں اس کے جامعین کی طرف سے بیان کیں۔ **فافھم**

امام صاحب کیسے تھے؟

''اِعْلَمْ اَنَّهٗ کَانَ عَالِماً عَامِلاً عَابِداً وَرِعاً تَقِیّاً اِمَاماً فِیْ عُلُوْمِ الشَّرِیْعَةِ '' تو جان کہ بہ تحقیق امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عالم، عامل، عابد، پرہیز گار، متقی، امام علم شریعت میں تھے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھے گئے کہ تم نے امام ابو حنیفہ کو دیکھا ہے تو امام مالک نے جواب دیا کہ ہاں میں نے ایسے آدمی کو دیکھا ہے کہ اگر کلام کرے وہ اس ساریہ میں اس پر کہ ٹھہرائے اس کو سونا تو البتہ اس کو اپنی حجت سے سونا ٹھہرا دے اور بعض علماء نے قلائد بن حجر سے روایت کی کہ فرمایا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہ ہم لوگ امام ابو حنیفہ کے

سامنے ایسے تھے جیسے گوریا باز کے سامنے اور بیشک امام ابو حنیفہ عالموں کا سردار ہے۔اور کہا حافظ ابن حجر نے ہدی الساری مقدمہ فتح الباری میں مقبول نہیں جرح جرح کرنے والوں کی امام ابو حنیفہ میں جیسا کہ جرح کی ان کے بعض نے کثرت قیاس کے ساتھ اور بعض نے قلت معرفت عربیت کے ساتھ اور بعض نے قلت روایت حدیث کے ساتھ پس یہ ساری جرحیں بیکار ہیں۔
اور کہا ابو یوسف نے کہ میں نے ابو حنیفہ سے زیادہ نفس حدیث کا جاننے والا نہ دیکھا اور میں نے کسی کو تفسیر حدیث کا زیادہ جاننے والا ان سے نہ دیکھا۔
عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ میں نے فقہ میں ابو حنیفہ کے ایسا نہ دیکھا اور میں نے مِسعر بن کِدام کو ان کے حلقے میں بیٹھے ہوئے اور ان سے فائدہ لیتے ہوئے دیکھا اور میں نے ان سے اچھا کسی کو فقہ میں کلام کرنے والا نہ دیکھا اور کہا ابو حنیفہ اہل زمانہ سے افقہ تھے یحیٰ بن معین نے کہا کہ میرے نزدیک قرأت تو حمزہ کی قرأت اور فقہ ابو حنیفہ ہے اور میں نے اسی پر آدمیوں کو پایا۔
کہا امام شافعی نے کہ فقہ میں سب آدمی امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لڑکے ہیں (یعنی جیسے لڑکے معلم سے علم سیکھتے ہیں وہی نسبت سارے فقہائے کرام ان کے ساتھ رکھتے ہیں) اور امام شافعی آپ کا کمال ادب مانتے تھے۔
یہاں تک کہ آپ کے مزار شریف پر تشریف لے گئے اور فجر کی نماز میں قنوت جو ان کے نزدیک سنت ہے اس کو ترک کر دیا اور فرمایا کہ میں ایسے امام کے حضور وہ چیز کیسے پڑھتا جسے وہ جائز نہ رکھتے اور بھی امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر آتا ہوں اور ان کے برکات مجھے پہونچتے ہیں اور جب کوئی حاجت ضروری اور مہم و مشکل پیش آتی ہے تو میں ان کی قبر کے پاس دو رکعت نماز پڑھ کے اللہ سے حاجت چاہتا ہوں تو بہت جلد حاجت برآری اور مشکلکشائی ہو جاتی ہے۔

سبحان اللہ کیا حسن شان خداداد ہے جس کی قدر حسینان جہاں کرتے اور سو جان سے فدا ہوتے ہیں۔

اے مجھی حسن کہتے ہیں اسے
جس کے ممدوح جہاں مداح ہوں

مولوی عبدالحق لکھنوی اپنے رسالے میں لکھتے ہیں **امام ابو حنیفہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب جمیلہ اور مآثر جلیلہ ہیں عقل انسان اس کے دریافت سے قاصر اور اس کی زبان اس کے بیان سے عاجز۔ ہر مذہب کے عالموں نے ان کے مناقب میں کتابیں تصنیف کیں اور سوائے جاہل متعصب کے کسی نے ان پر طعنہ نہ کیا۔ اگر طعنہ کرنے والا شافعی ہے تو اس کو لازم ہے کہ اپنے مذہب کے علماء کی تصنیف دیکھے مثل "**تبییض الصحیفه فی مناقب الامام ابی حنیفه**" مؤلفہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور "**خیرات الحسان فی مناقب النعمان**" مؤلفہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ اور "**تذکرة الحفاظ**" مؤلفہ امام ذہبی اور تاریخ ابن خلکان۔ اور رسالہ "**مراة الجناح**" مؤلفہ امام یافعی اور تقریب مؤلفہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور تہذیب الاسماء واللغات مؤلفہ امام نووی شارح صحیح مسلم اور رسالہ احیاء العلوم مؤلفہ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اور سوا ان کے اور اگر وہ طعن کرنے والا مالکی ہے تو اس کو اپنے علماء کی تصنیف دیکھنا چاہئے یعنی حافظ ابن عبدالبر وغیرہ کی اور اگر وہ حنبلی ہے تو اس کو اپنے علماء کی تصنیف دیکھنا چاہئے جیسے "**تنویر الصحیفة فی مناقب ابی حنیفة**" مؤلفہ یوسف بن عبدالہادی حنبلی وغیرہ۔ اور اگر مجتہد درجہ تقلید سے بڑھا ہے تو اس سے بھی میں امام صاحب کی تعریف ہی سنتا ہوں۔ اور اگر عامی ہے اور وہ کوئی مذہب

نہیں رکھتا تو وہ مثل جانوروں کے ہے بلکہ وہ بھاری گمراہ ہے اور ہم اس کو مستحق تزیر ٹھہراتے ہیں، دیکھو خلاصۂ تعلیق الممجد طبع لکھنؤ، ص: ۳۰۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ۱۵۰ھ میں زیب اور زینت دنیا کی اٹھا لی جائیگی۔ نووی نے کہا کہ ''وُلِدَ سَنَةَ ثَمَانِيْنَ وَ تُوُفِّیَ بِبَغْدَادَ سَنَةَ خَمْسِيْنَ وَ مِائَةٍ عَلیٰ الصَّحِيْحِ ''یعنی امام صاحب ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور ایک سو پچاس میں وفات پائی یہ صحیح ہے یہاں ایک بات دیکھنا چاہئے کہ ۱۵۰ھ میں سوائے امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس پایہ کے کسی اور عالم نے بھی دنیا کو چھوڑا ہے یا نہیں اتفاق جمہور ہے کہ سوائے ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوسرے عالم جلیل القدر نے اس پایہ کے انتقال نہ کیا اور سوائے امام ہمام عالیمقام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوسرے پر یہ بشارت عائد نہیں ''کما اتفق علیه ''پس امام صاحب کی ذات بابرکات زیب وزینت دنیا تھی جو اٹھا لی گئی اس حیثیت سے آپ ممدوح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرے ''وَقَالَ اَبُوْدَاوُدَ اِنَّ اَبَا حَنِيْفَةَ كَانَ اِمَاماً ''اور کہا ابو داؤد نے کہ ابو حنیفہ امام تھے۔ کہا بشر بن ولید نے ابی یوسف سے کہ ابو یوسف نے کہا کہ میں ابو حنیفہ کے ساتھ جارہا تھا تو ایک آدمی دوسرا بول اٹھا کہ یہ ابو حنیفہ رات کو نہیں سوتا ہے تو امام صاحب نے فرمایا کہ واللہ نہیں کہتے ہیں آدمی مجھ سے جسے میں نہیں کرتا ہوں تو اس وقت سے امام صاحب ساری رات نماز اور دعا اور زاری میں گزارتے تھے دیکھو تعلیق الممجد طبع لکھنؤ، ص: ۳۱۔ امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود تجارت وغیرہ کر کے کھاتے اور عطیۂ سلطان قبول نہ کرتے تھے امام ہمام حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عہدۂ قضا پر مجبور کئے گئے آپ نے بوجہ کمال ورع کے نہ قبول فرمایا یہاں تک آپ اس کے لئے قید کئے گئے اور ضرب شدید کھاتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اٹھالیا۔ ''انا للہ

و انا الیہ راجعون۔

امام صاحب کا مذہب

جان تو کہ نہ حاصل ہوئی شہرت کسی کے واسطے ائمہ مشہورین اسلام سے اس شہرت کی طرح جو امامنا الاعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ہوئی کثرت اصحاب اور شاگردوں سے اور نہیں نفع پایا علماء نے اور سب آدمیوں نے مثل اس نفع کے جو پایا لوگوں نے امام صاحب اور ان کے شاگردوں سے احادیث مشتبہ کی تفسیر میں اور مسائل مستنبطہ اور معاملات اور قضایا اور حکم میں۔ جزا دے ان کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر اور بے شک ذکر کیا امام صاحب کے احوال میں بعض متاخرین محدثین نے امام صاحب کے شاگردوں میں سے آٹھ سو (۸۰۰) کو مع ان کے ناموں اور نسب کے جس کا ذکر طول ہے "کما فی خیرات الحسان" اور ان کے مذہب کو چار ہزار فقیہوں نے نقل کیا اور ضرور ہے کہ ہر ایک کے لئے شاگرد ہوں ہر طبقہ میں اسی طرح ہر شہر اور ہر ملک اور ہر زمانہ میں۔ "کذا فی رد المختار"۔

تمت بالخیر

حضرت محبی علیہ الرحمہ کے اقوال زریں

فرصت کو غنیمت جانو

علم وھنر حاصل کرنے میں کوشش کرو

تھوڑے دن محنت کرنے سے عمر بھر آرام ملتا ھے

اول محنت نہ کرنا آخر حسرت اٹھانا ھے

پوری محنت کر کے اپنے کو افلاس سے بچاؤ

سب سے زیادہ علم حاصل کرو تاکہ عزیز خلائق بنو

محب اعلیٰ حضرت تاجدار ترہت مولانا عبدالرحمن محبی علیہ الرحمہ کے نادر رسائل کا مجموعہ بنام

رسائلِ محبی

جلد اول

ترتیب

مولانا ریحان رضا انجم مصباحی

کتاب ترتیب کے مراحل سے گذر رہی ہے لہذا اگر کسی صاحب کے پاس حضرت کا کوئی رسالہ ہو تو از راہ کرم عنایت فرمائیں آپ کے شکریہ کے ساتھ اس رسالہ کو شائع کیا جائے گا۔

سرکار محبی اکیڈمی علی نگر پوکھر ٹولہ، بھیرواضلع مدھوبنی بہار
رابطہ:09323269582

باب المناقب

انتخاب توضیح ملل

محقق اعظم حضرت علامہ ابوالمساکین ضیاء الدین پیلی بھیتی مہتمم تحفۂ حنفیہ پٹنہ

غضب نجدیوں نے یہ ترہت پہ ڈھایا بہت اہل سنت کو مارا ستایا
کسی کے پسر کو پدر سے چھوڑایا کسی کا مکاں نصف شب میں جلایا

بترویج شرک و بہ نشر ضلالت
اٹھائی انہوں نے سروں پر قیامت

مگر ایک ہی شیر سنت تھا اس جا معاً نعرۂ یا نبی اس نے مارا
فلک کیا عرش بریں گونج اٹھا ادھر اس کا نعرہ مدینے میں پہونچا

فلک سے ملک اترے بہر اعانت
اُدھر سے ہوئی شاہ عالم کی نصرت

یہ کس اہل سنت نے کی اتنی ہمت یہ کس شیر ملت نے کی اتنی جرأت
کہ ڈھائی ہے ان کے سروں پر قیامت پڑا تھلکہ ان میں اور خوف و دہشت

کیا دودھ کا دودھ پانی کا پانی
نہ باقی رکھی نام کو لن ترانی

یہ کس نے کی اس دور میں دین کی نصرت یہ کس نے بچھایا ہے فرشِ ہدایت
بچایا ہزاروں کا ایماں و ملت چھڑایا ہزاروں سے شرک و بدعت

کرائی انہیں سیر گلزار سنت
دکھائی انہیں راہِ دین و شریعت

یہ کس کی ہے ذات گرامی و عالی یہ ہے کون ترہت میں ملت کا والی
یہ ہے کون باغ شریعت کا مالی بساط جہاں نیست از مرد خالی

قیامت تک اس دین کے حامی و ناصر
رہیں گے بعون خداوند قادر

میں لکھتا ہوں اب اس کا اسم گرامی ہوا جو کہ ترہت میں سنت کا حامی
بیاں گر کروں اس کے اوصاف سامی بزودے مسدس نیا بد تمامی

سنو عبد رحمٰن ہے نام معظم
محبّی لقب ہے معزز و مکرم

کروں حال ترہت میں کیا خوش بیانی ٹپکتی تھی ہر بیت سے شادمانی
ہدایت کی ہوتی ہے اب حکمرانی برستا ہے اب نور و رحمت کا پانی

ضلالت کا ملتا نہیں اب نشاں ہے
بتائیں وہابی کہ اب وہ کہاں ہے

===000===

(نوٹ): ترہت کے احوال اور حضرت محبّی علیہ الرحمہ کی خدمات پر لکھی گئی حضرت علامہ ابوالمساکین ضیاء الدین پیلی بھیتی کی منظوم کتاب ''توضیح ملل'' سے یہ چند اشعار بطور تلخیص پیش کیے گئے ہیں۔ ان شاء اللہ اس مکمل کتاب کو بھی شائع کرنے کا ارادہ ہے۔ (انجم مصباحی)

☆☆☆☆☆☆☆

حضرت علامہ غفران احمد صاحب غفؔر پوکھریروی علیہ الرحمہ شاگرد رشید حضرت محبّی

اپنا استاد یہی مرشد و مولیٰ ہے یہی
مصدر فیض و کرم نور کا جلوہ ہے یہی

حامی دین متین حضرت والا ہے یہی
جس سے ترہت ہے منور وہ اجالا ہے یہی

شہرہ شہروں میں دیہاتوں میں ہے جن کا چرچا
حافظ و مولوی و شاہ محبّی ہے یہی

آغازِ حیاتِ نو

میری عزیز ہمشیرہ **رقیہ تبسم** بنت الحاج **ظفر عالم** صاحب

ہمراہ

مولانا **محمد وجہ القمر مصباحی** عرف راہی بابو بن

مولانا **نور محمد رضوی** صاحب

پوکھریرا شریف سیتامڑھی

بتاریخ **۲۷ ستمبر** ۲۰۰۹ء بروز **اتوار بعد ظہر** رشتۂ نکاح سے منسلک ہو رہی ہے اس پر مسرت موقع پر میری دیرینہ خواہش ہوئی کہ تاجدار ترہت محبّ اعلیٰ حضرت فقیہ اسلام ابوالولی محمد عبدالرحمٰن محبی قادری نورالحلیمی قدس سرہٗ کی کتاب نورالہدیٰ فی ترجمۃ المجتبیٰ بنام عظمتِ امام اعظم کو شائع کروں اور الحمد للہ یہ تمنا پوری ہوئی اور کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے بس پڑھیں اور نوعروس کو نیک دعاؤں سے نوازیں۔

(الحاج مولانا) **قمر رضا اشرفی**

جنرل سکریٹری آل انڈیا ائمہ مساجد کونسل

سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل بورڈ جدید مہاراشٹر

موبائیل: 9322607852

Bharat Press Mumbai-8.Tel.:23099262/9819489598.